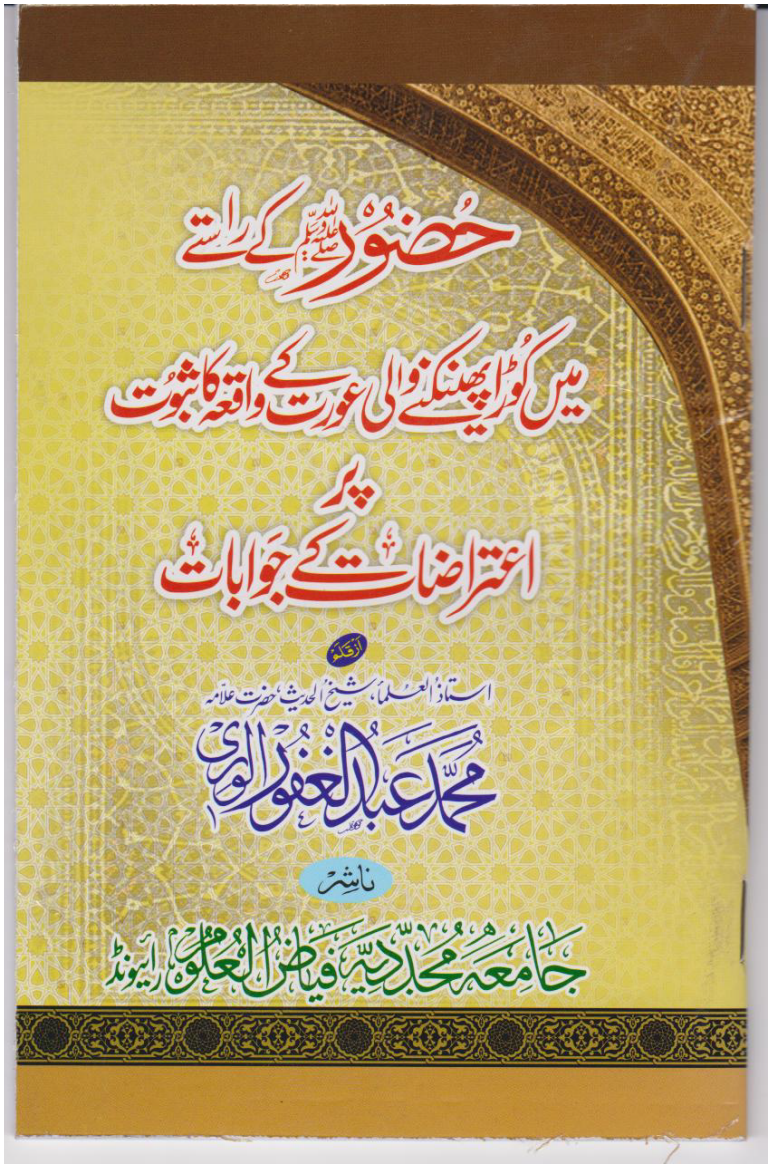
حضور ﷺ کے راستے
میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت
پر
اعتراضات کے جوابات
از کلک
استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ
محمد عبد الغفور الہاروی
ناشر
جامعہ محمدیہ فیض العلوم رائیونڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ═══ حضورﷺ کے راستے میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت پر اعتراضات کے جوابات

از قلم ═══ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی

پروف ریڈنگ ═══ صاحبزادہ علامہ احمد سعید الوری (پریسٹن یو۔کے)

منتظمِ اشاعت ═══ صاحبزادہ عبدالرسول الوری (پریسٹن یو۔کے)

کمپوزنگ ═══ محمد صدیق ولی فریدی (عارف والا)

اشاعت ═══ 30۔نومبر 2019

کل صفحات ═══ 80

قیمت ═══

ناشر ═══ جامعہ مجددّیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

برائے رابطہ

صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب بن فیاض محمد جامعہ مجددّیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور

042-35390243, 0300-4857229, 0304-9797833

برائے رابطہ U K

17-Oxley Road Preston, Lancashire, (PR1-5QH) England

0044 7811808452, 0044 7772465864, 00447791543745

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	اہلِ حق پر مصائب	11
2	مسلمان کا مسلمان کو کافر کہنا غلیظ گالی ہے	11
3	شریر تر فتنہ شریر علماء کا ہے	12
4	حضور کے راستہ میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کے ثبوت پر ایک فتویٰ پر اعتراضات کے جوابات	12
5	ہم نے اپنے جواب میں لکھا۔۔۔۔	13
6	فتویٰ تیار ہوا تو میرا اُن کو اطلاع دینا	14
7	اُن کا کہنا حضرت یہ تو آپ کی بڑی کرامت ہوگئی ہے	14
8	اب اصل حقائق ملاحظہ فرمائیں	14
9	مستفتی علماء و مشائخ کو انگریز وغیرہ کا ہمنوا بناتے ہوئے عبدالدینار قرار دیتا ہے	16
10	وہ اپنے مطلب کا فتویٰ مجھ سے چاہتے تھے	16
11	اہل علم کی خدمت میں عرضِ الوری	17
12	اعتراض: الوری کا فتویٰ غلط سلط ۔۔۔	18
13	الجواب	18
14	مستفتی کے استعمال کردہ مختلف الفاظ	19
15	مستفتی کے استعمال کردہ مختلف الفاظ کے معانی	19
16	لفظِ واقعہ کے معانی از لغات	20

17	لفظِ قصّہ کے معانی از لغات	21
18	لفظِ حقیقت کے معانی از لغات	22
19	لفظِ روایۃ کے معانی از لغات	23
20	اعتراض: اس قصہ کو بیان کرنا حرام، حرام، اشد حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے	23
21	الجواب:	23
22	خود اقرار بھی کرتے ہو اور انکار بھی کرتے ہو	24
23	حضور ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کے واقعہ سے متاثر ہو کر شدید دشمنِ اسلام نے اسلام قبول کرلیا	25
24	مجسمہ ساز ہندو کا اسلام قبول کرنا	26
25	بڑھیا والے واقعہ کا ثبوت	26
26	حوالہ (1) یہ واقعہ کتاب ریاض الفردوس صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ، میں ہے۔	26
27	حوالہ (2) سیرتِ محبوبِ خُدا جلد ۳ صفحہ ۴۰۹ مطبع انٹرنیشنل اسلامک مشن برطانیہ	26
28	معجزہ (خُلقِ مصطفیٰ ﷺ)	26
29	حوالہ (3) پاکستان کے مشہور و معروف، تحقیقی و علمی ماہنامہ (السعید ملتان) شمارہ نمبر ۳، جلد نمبر ۱۵، ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق مارچ 2008	27

30	حوالہ(4) ماہنامہ (السعید ملتان) شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲۲، ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق فروری ۲۰۱۵	28
31	حوالہ(5) ماہنامہ "نورِ اسلام" جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۱، ۲، ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ، مطابق نومبر، دسمبر ۱۹۵۵	28
32	حوالہ(6) ماہنامہ "نورِ اسلام شرقپور شریف" جلد ۵۸، شمارہ نمبر ۲، فروری ۲۰۱۳ء، بمطابق ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ	28
33	حوالہ(7) Kindness and Forgiveness (www.islamicoccasions.com)	29
34	حوالہ(8) کتاب Muslim Minority : Continuity and Change	31
35	حوالہ(9) کتاب: WOMEN AND PEACF IN THF ISLAMIC WORLD	32
36	حوالہ(10) کتاب: The compassion of the Prophet towards those who abused him	33
37	حوالہ(11) The Old Woman and the Prophet (Saws) (www.Islam awareness.net/children/story20.html)	35

38	حوالہ نمبر(12) Qamar-ul-Huda, Ph.D. United States Institute of PeaceReligion & Peacemaking Center "Peacebuilding A Collection of Stories and Anecdotes from the Prophet Muhammad's Life"	37
39	مستفتی صاحب اب بتاؤ مولانا غلام یار مکوی کے علاوہ کس کس کو جھوٹا کہو گے؟	39
40	لفظِ قلندر کے مفہوم ومعانی	39
41	مستفتی لکھتا ہے "فقیر کے اس جواب کو اپنی انا کا مسئلہ ہرگز نہ بنائیں، حق کو قبول فرمائیں"	41
42	الجواب	41
43	مستفتی کا علماء ومشائخ اور عوام کو انگریز کا حمایتی اور کتا کہنا	41
44	ضروری نوٹ	42
45	اعتراض: "حضرت مفتی عبدالغفور الوری نے تو بات ہی ختم کر دی کہ ہر عالم کا قول حدیثِ مرفوع کے قائم مقام ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک"۔	43
46	الجواب	43
47	یہ صریح بہتان اور کذب ہے	43
48	علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ علم ہے	44

49	ضیاء احمد قادری رضوی کی سراسر جہالت کہ احادیثِ صحیحہ صریحہ سے ثابت مسائل بیان کرنا منع ہیں	45
50	واعظین وخطباء کے بیان میں لفظی خطاء کا حکم	47
51	اعتراض: "شعر شرع مبارک میں حجت نہیں ہوسکتا"	48
52	الجواب	48
53	آپ رضوی ہوکر بھی اعلیٰ حضرت کے منکر ہو	49
54	محدثین کرام کے نزدیک بھی اشعار حجت ودلیل ہیں	49
55	بے شک شعر حکمت ہے	50
56	شعر ایک کلام ہے جو اچھا ہے وہ اچھا اور جو برا ہے وہ بُرا	51
57	اشعار سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا ثبوت	52
58	حضرت حسان سے حضور ﷺ کا شانِ یارِ غار میں شعر سُننا	53
59	مستفتی کا اعلیٰ حضرت کی عبارت سے غلط استدلال	54
60	شعر شریعت پر حجت نہیں، شریعت میں حُجّت ہے	55
61	اعتراض: "الوری صاحب بتائیں آپ تو کسی عالم کے غلط قول کو بھی حدیثِ مرفوع کے قائم مقام قرار دے رہے ہیں۔"	57
62	الجواب	57
63	یہ میرا قول نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ارشاد ہے	57
64	مزاراتِ اولیاء اللہ پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں	58
65	اعلیٰ حضرت کے نزدیک علماء، اولیا، صالحین، اور مشائخین کے اقوال وافعال شریعت میں مقبول اور حجت وسند ہیں	60

66	قارئین کرام فیصلہ فرمائیں کہ وہ میرا (الوری کا) قول ہے یا یار محمد مکوی کا قول ہے؟ یا کسی اور کا؟ یا خود اعلیٰ حضرت کا قول ہے	61
67	اہل دین کے افعال سے تمسک کا حکم	61
68	اعتراض: "الوری صاحب کے نزدیک تو شارحینِ حدیث کا کلام حدیثِ مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔"	63
69	الجواب	63
70	اعتراض: "کسی گاؤں کے شاعر کے شعر کس طرح قابل اعتبار ہو سکتے ہیں؟"	63
71	الجواب	63
72	مستفتی کا ایک فضول سوال	63
73	الجواب	63
74	مستفتی کا ایک اور من گھڑت نظریہ	64
75	الجواب	64
76	مستفتی کو فتویٰ میں سند کیوں نظر نہیں آئی؟	65
77	الجواب	65
78	اب ہم اپنے فتوے میں آپ کو سند دکھاتے ہیں جو آپ کو نظر نہیں آئی	66
79	دیکھئے حوالہ جات بسلسلہ مفہومِ سند از لغات	66
80	حوالہ جات بسلسلہ مفہوم (سند) از احادیث	68
81	حوالہ بسلسلہ مفہومِ سند از قرآن	68

82	حوالہ جات بسلسلہ مفہوم سند از تفاسیر	68
83	اِن علماء کرام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟	69
84	نتیجہ:	70
85	مستفتی کا مولانا غلام محمد مکوی پر الزام لگانا	70
86	الجواب	70
87	مولانا غلام محمد مکوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف	70
88	استاذ المحدثین امام المفسرین قبلہ ابو البرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پُرزور اپیل	72
89	تذکرہ غوثیہ نامی کتاب کی توثیق کا مسئلہ	72
90	اِس اعتراض کا پہلا جواب	74
91	اِس اعتراض کا دوسرا جواب	74
92	حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا کتاب تذکرہ غوثیہ پر اعتماد کرنا	75
93	اِس اعتراض کا تیسرا جواب	75
94	قارئین سے گزارش	76
95	جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور کا معیارِ تعلیم	78
96	جامعہ میں داخلہ حاصل کرنے کی شرائط	79

خوشخبری خوشخبری خوشخبری

فتاویٰ

مولانا محمد عبدالغفور الوری

جلد سوم

اِن شاء اللہ

عنقریب منظرِ عام پر آنے والا ہے

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہلِ حق پر مصائب

اہلِ حق پر شدائد و مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے رہے اور حقانیت و صداقت کے علمبرداروں پر مصیبتیں آتی رہیں۔ کفر کے ہاتھوں ہر دَور میں اسلام ستایا گیا۔ ایمان والوں کو دشمنانِ دین نے طرح طرح کے مظالم کا تختۂ مشق بنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوجہل و ابولہب اور اُن کے حوالی، موالی کے ہاتھوں بے شمار اذیتیں اُٹھائیں۔ فرعون و ہامان، شداد و نمرود اور اُن کے چیلوں چانٹوں نے خلیل و کلیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو ظالمانہ برتاؤ کیے دُنیا جانتی ہے۔ شمر و یزید اور اُن کے شریر ساتھیوں نے اہلبیتِ نبوت پر جو مظالم توڑے کسی سے مخفی نہیں۔ آئمۂ عظام و علمائے اعلام کو قلبی، ذہنی اور جسمانی ہر قسم کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کسی کا زیادہ بس نہ چلا تو اُس نے معمولی سی بات کا بہانہ بنالیا اور کافر و مشرک بدعتی کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ صدیاں گزر گئیں اہلسنت دشمنانِ دین کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنے رہے۔

مسلمان کا مسلمان کو کافر کہنا غلیظ گالی ہے

ہماری مظلومیت کی پوری تاریخ میں یہ المناک داستانیں کہیں نہ ملیں گی کہ اہلسنت نے اہلسنت کو کافر و مرتد کہہ کر یہ فتویٰ لگایا ہو کہ جو اِن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ خدا کی قسم مؤمن کو کافر کہنا ایسی غلیظ گالی ہے جسے سُن کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جگر پھٹ گیا اور دل کے ٹکڑے ہو گئے۔ مگر یہ کیفیت اُسی کو محسوس ہو سکتی ہے جس کے دل میں نورِ ایمان ہو۔

شریر تر فتنہ شریر علماء کا ہے

دورِ حاضر کے اس المیہ کا جب تصور آتا ہے تو بے ساختہ یہ حدیث زبان پر آجاتی ہے۔
"عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مِّنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ مِنْهُمْ وَ فِيْهِمْ تَعُوْدُ"
آج ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہم اپنا اصل مقام کھو چکے ہیں۔ ہمیں یہ احساس نہیں کہ ہمارے اسلاف کا اہلِ اسلام میں کیا مقام تھا۔ آج ہم ہیں کہ ہم نے اپنے اصل مقام کو نہیں سمجھا تو ہر طرف سے ہمارے اہلِ علم اور علماء و بزرگانِ دین کو لوگ حقارت اور گری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں جب اِن باتوں کا احساس نہیں تبھی تو کسی نے کہا ہے

؎ سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا کہتی ہے تجھے خلقِ خُدا غائبانہ کیا

حضور کے راستہ میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کے ثبوت پر ایک فتویٰ

پر اعتراضات کے جوابات

مختصر یہ کہ لاہور سے ایک مولوی صاحب نے ہم سے فتویٰ حاصل کرنے کے لیے اپنے چند احباب کے ذریعے ایک استفتاء بایں مضمون بھیجا:

"محترم استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب
مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائے ونڈ پاکستان

حضرت جی!

بعض واعظین اور خطباء یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک عورت نبی کریم ﷺ کے راستہ میں (آپ ﷺ کو پریشانی دینے کے لیے) ہر روز کوڑا ڈالا کرتی تھی ایک روز اس عورت کی طرف سے ایسا نہ کیا گیا تو آپ ﷺ

نے اُس عورت کے متعلق دریافت فرمایا تو حضور ﷺ سے عرض کیا گیا وہ عورت بیمار ہے جس پر آقا کریم ﷺ اُس عورت کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

اُستادِ محترم!

ہم جاننا یہ چاہتے ہیں کہ مندرجہ بالا واقعہ کی تفصیل، تفسیر و تاریخ کی کسی کتاب میں باسند رقم ہے؟

تفصیلاً رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ کریم آپ کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عوام و علماء اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

السائل: ضیاء احمد قادری رضوی

خطیب جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان چونگی لاہور

فون: 03044161912 دستخط سائل

25 اپریل 2019

ہم نے اپنے جواب میں لکھا

الجواب وھوالموفق للصواب

مکرمی و محترمی حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

صورتِ مسئولہ میں بعض واعظین اور خطباء کا حضور ﷺ کے راستے میں ایک عورت کے کوڑا ڈالنے کا واقعہ بیان کرنا دو حال سے خالی نہیں۔ تذمیماً، توھیناً، تنقیصاً ہے؟ یا تعریفاً، تعظیماً اور توصیفاً ہے؟

اگر (معاذ اللہ) تذمیماً، توھیناً اور تنقیصاً ہے تو یہ صریح کفر ہے اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور اگر تعریفاً، تعظیماً اور توصیفاً ہے تو زہے نصیب یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور اجر وثواب اور بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں قرب ومقبولیت کا باعث ہے۔ اور یہ واقعہ بیان کرنا شرعاً بالکل صحیح، جائز اور باسند ہے۔

پھر اس پر ہم نے قرآن وحدیث، فقہ اور تواریخ کے مطابق دلائل واضحہ سے بڑھیا کے کوڑا ڈالنے کے واقعہ کا ثبوت دیا۔

فتویٰ تیار ہوا تو میرا اُن کو اطلاع دینا

جب فتویٰ تیار ہوا تو (ہمارے کمپوزر نے واٹس ایپ کے گروپ میں سینڈ کر دیا تاکہ باقی علماء بھی پڑھ لیں اُس گروپ میں یہ مستفتی ضیاء احمد بھی شامل ہیں۔ میں نے اِن کو فون کیا کہ جناب آپ کا فتویٰ تیار ہے اپنے کسی آدمی کو بھیج کر منگوالیں۔

تو اُس مستفتی صاحب نے مجھ سے کہا آہا!

حضرت یہ تو آپ کی بڑی کرامت ہوگئی ہے

میں تو آپ کا ہی فتویٰ پڑھ رہا ہوں۔

بعد میں ہم نے اُن کے آدمی کے ذریعے اُن کو فتویٰ کی کاپی بھیجی اور اِسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایک کاپی بذریعہ ڈاک رجسٹری بھی بھیج دی۔

پھر میں برطانیہ چلا گیا اور میں نے برطانیہ سے بھی اس مستفتی مولوی سے فون کے ذریعے پوچھا کہ حضرت فتویٰ پہنچ گیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں پہنچ گیا ہے۔ اس وقت تک ان کی طرف سے کوئی ردّعمل سامنے نہیں آیا خاموشی تھی۔

اب اصل حقائق ملاحظہ فرمائیں

اس مستفتی کے گروپ کے سرکردہ لوگوں اور حکومتی مشینری کے درمیان کچھ مکالمہ وغیرہ

ہوا تو ان کے فریق مخالف میں سے حکومتی لوگوں نے کہا کہ آپ اتنی سختی کر رہے ہیں جبکہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے اخلاق کا تو یہ حال تھا کہ ایک بڑھیا اُن کے راستے میں کوڑا ڈالتی تھی ایک دن وہ نہ آئی تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے۔

حضور اُس کی عیادت کے لیے اُس کے گھر تشریف لے گئے اور بڑھیا کی مزاج پرسی کی تو بڑھیا آپ ﷺ کے اخلاق کو دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔ اُن کے اتنا کہنے پر دیکھئے کتاب مستفتی کی (رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت) صفحہ ۱۸ پر مستفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مردِ قلندر اُٹھا اور اُس نے اِن سب کو خاموش کروادیا اور (سب سے پہلے ببانگِ دہل یہ چیلنج کیا کہ یہ روایت (بات) ہی جھوٹی ہے۔ اور انگریز کی خانہ ساز ہے جو سازش کے تحت ہمارے نصاب میں شامل کر دی گئی)

نوٹ نمبر ۱: (اگر جھوٹی ہے تو جواب دو کس محدث نے، کس مفسر نے، کس سیرت نگار نے اور کس مؤرخ نے کس کتاب میں لکھا ہے جیسے ہم نے تمہیں باسند کتابوں اور رسائل میں دِکھا دیا اور ثابت کر دیا ہے۔ ایسے ثابت کر کے دکھاؤ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (سورہ بقرہ آیت ۲۴) (پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔)

نوٹ نمبر ۲ (اگر انگریز کی خانہ ساز ہے تو کسی کتاب میں دِکھا کر ثابت کرو کہ کس انگریز نے یہ سازش کی ہے؟ اور کس کتاب میں یہ حوالہ ہے؟ اگر نہ دکھا سکو تو اس حضور پاک ﷺ کے خلق عظیم کا انکار کر کے جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جاؤ۔ ابھی توبہ کا موقع ہے۔ اور اس بڑھیا کے واقعہ کو تم انگریز کی سازش ہرگز ثابت نہیں کر سکو گے۔ دیگر سازشیں یا اسلام دشمن طاقتیں سازشیں کریں تو لاکھ کریں مگر یہ سازش نہیں ہوسکتی کیونکہ حضور پاک ﷺ کے خلق عظیم کا یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔)

پھر مستفتی علماء ومشائخ کو اُنہی (انگریز وغیرہ) کا ہمنوا بناتے ہوئے عبدالدینار قرار دیتا ہے۔

الغرض منہ چھوٹا اور بات بڑی جب منہ سے نکل گئی تو اپنی کتاب کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ" اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پر (یعنی جو بات ہمارے منہ سے نکل گئی ہے کہ بڑھیا کا واقعہ جھوٹا ہے) کام ہونا چاہیے اس میں معتبر علماء کرام کے فتاویٰ جات شامل کیے جائیں۔ فقیر نے کوئی پانچ سو سے زائد مقامات پر استفتاء روانہ کیا۔"

اور بڑھیا کا قصہ نامی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ ہم نے چاہا کہ ملک بھر سے اور دوسرے ملکوں سے بھی علماء کی آراء جمع کی جائیں تاکہ ان کو شاملِ اشاعت کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مختلف مقامات پر علماء کی خدمت میں خطوط روانہ کیے۔

بہرحال ہم نے اُن علماء میں ایک استفتاء مولانا عبدالغفور الوری کو بھی روانہ کیا۔ اور دوسرے علماء کرام کے جتنے بھی فتاویٰ جات جمع ہو چکے تھے وہ بھی ان کو روانہ کیے تاکہ اِن کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔

جب الوری صاحب کا جواب (فتویٰ) موصول ہوا تو میں حیران رہ گیا۔

نوٹ: تو حیرانگی کی وجہ یہی تھی کہ جو اُس مستفتی کو مجھ (الوری) سے توقع تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔

وہ اپنے مطلب کا فتویٰ مجھ سے چاہتے تھے

اس کا بین ثبوت خود اُن کی زبانی اُن کی کتاب بڑھیا کا قصہ کے صفحہ ۳۴ پر اُن لفظوں میں موجود ہے کہ ہم نے دوسرے علماء کرام کے جتنے فتاویٰ جات جمع ہو چکے تھے وہ

بھی ان کو رروانہ کیے تا کہ ان کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔
اب قارئین خود ہی اندازہ لگالیں کہ وہ اپنی مرضی کا فتویٰ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اہل علم کی خدمت میں عرضِ الوری

اگر میں ان کے فتاوؤں کو دیکھ کر رائے قائم کرتا تو مجھے
(۱) آستانہ عالیہ امام ربانی شیر یزدانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین، زبدۃ العارفین، حجۃ الکاملین، حضور قبلہ عالم ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (شرقپور شریف)؛ کے در کے ٹکڑے کھا کر اُن کی دعائیں حاصل کر کے
(۲) امام المناظرین، علامہ قاضی عبدالسبحان کھلا بٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صدر مدرس جامعہ حضرت میاں صاحب وحزب الرسول شرقپور شریف)؛ سے فنونِ درس نظامی مکمل کر کے
(۳) اور استاذ الاساتذہ، علمِ میراث کے امام، حضرت علامہ سراج الفقہاء سراج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صدر مدرس ومفتی سراج العلوم خانپور)؛ سے علمِ فرائض حاصل کر کے
(۴) غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں محدثِ اعظم ہندو پاک حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ملتان)؛ سے دورۂ حدیث اور دیگر فنون ادق حاصل کر کے
(۵) اور بحر العلوم مفتیٔ اعظم ہندو پاک حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حیدر آباد) سے فنِ فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کر کے
بھی کسی سے رائے قائم کرنے کی ضرورت ہوتی تو میرا ملتان، خانپور، حیدر آباد خاک چھاننے اور ان بزرگوں کی کفش برداری اور دست بوسی کرنے کا کیا فائدہ تھا؟
جبکہ میری زندگی ہی اسی شعبے میں گزر گئی تو مجھے دوسروں کے فتوؤں سے رائے قائم کرنے میں کیا آسانی ہونی تھی۔ میں نے اپنی تحقیق اور علم کے مطابق فتویٰ دیا۔

اعتراض: کتاب (کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کا قصہ) صفحہ ۳۲ پر مصنف نے کہا کہ الوری کا فتویٰ غلط سلط ۔۔۔

الجواب

اگر میرا فتویٰ مستفتی کو غلط سلط نظر آتا ہے تو اُس کی اپنی نظر و فہم کا قصور ہے۔ بغیر دلیل کے میرے فتوے کو غلط سلط کہنا کم علمی اور کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ کوئی غلطی ہوتی تو اُس کی نشاندہی کرتے اور لکھتے کہ یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے مگر یہ کہاں؟

اور ایسے لوگ جن کی نظر و فہم ناقص ہو ان کے لیے ہی کہا گیا ہے کہ

"وَكَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيْحًا وَآفَتُهٗ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيْمِ"

ترجمہ: اور بہت سے لوگ جو صحیح بات میں بھی عیب نکالتے ہیں یہ اُن کی ناقص فہم کا قصور ہے۔

عمدۃ القاری جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

اور اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷ صفحہ ۲۲۸ پر شعر سے حجت قائم فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولکن عین السخط تبدی المساویا"

ترجمہ: ناراضگی کی آنکھ صحیح چیز میں بھی عیب نکالتی ہے۔

تو ثابت ہوا کہ ہمارے فتوے میں جو عیب نکالا گیا ہے یہ عناد کے طور پر ہے۔ اگر فتوے میں کوئی غلطی تھی تو وہ ثابت تو کرتے کہ یہ غلطی ہے؟ مستفتی نے اپنی کتاب کے ٹائٹل پر لکھ دیا کہ "مولانا الوری کے ایک غلط فتوے کا ردّ بلیغ" مگر ردّ بھی تو کر کے دکھاتے؟

جبکہ تمہاری کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کا نام ہی غلط ہے کہ (کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کا قصہ محققین کی نظر میں) کہاں پھینکنے والی؟ کون پھینکنے والی؟ کس پر؟ کوئی نشاندہی نہیں

میں نے علماء کے بارے میں یا مستفتی کے بارے میں یا کسی کے بارے میں اپنے فتوے میں کچھ نہیں کہا۔ مجھے جو سوال دیا میں نے اُسی کا جواب دیا۔ اُسی کو پیش نظر رکھا۔ مستفتی نے جگہ جگہ مختلف الفاظ استعمال کیے۔ ایک کتاب کے سرورق پر لکھا کہ

(رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت)

دوسری کتاب کے سرورق پر لکھا (کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کا قصہ محققین کی نظر میں)

مستفتی کے استعمال کردہ مختلف الفاظ

میرے فتوے کو پڑھ کر مستفتی حواس باختہ ہو گیا تبھی تو حیران ہوا اور اُس حیرانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مستفتی (ضیاء احمد قادری) نے اپنی کتاب (بڑھیا کی حقیقت) میں استفتاء کے سلسلہ میں تقریباً بیس مرتبہ لفظ "بڑھیا کا قصّہ" استعمال کیا۔ اور اٹھارہ مرتبہ لفظ "واقعہ" استعمال کیا۔ اور سترہ مرتبہ لفظِ "روایت" استعمال کیا۔ اور پچیس مرتبہ لفظِ "مستند و معتبر" استعمال کیا۔

نوٹ: پھر بھی اس کو سند میرے فتویٰ میں نظر نہیں آئی۔

تو استفتاء میں مختلف الفاظ استعمال کرنا ثابت کرتا ہے کہ اس سائل کو خود پتہ نہیں کہ میں کہہ کیا رہا ہوں اور میں کونسا لفظ کہنا چاہتا ہوں جو مختلف الفاظ استعمال کر رہا ہے۔

مستفتی کے استعمال کردہ مختلف الفاظ کے معانی

اب ہم مستفتی کے استعمال کردہ مختلف الفاظ کے معانی پیش کرتے ہیں تا کہ ہمارے فتویٰ کی صداقت اور مستفتی کی غلط فہمی سامنے آجائے۔ سب سے پہلے لفظ واقعہ کے معانی بیان کیے جاتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہیں ان میں کوئی معنی لفظ حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کے معنی میں ہے؟ تو دیکھئے:

لفظِ واقعہ کے معانی از لغات

1	حادثہ سانحہ، وقوعہ، واردات (۲) روئیداد حال، سرگزشت، بیتی، ماجرہ، خبر، سماچار (۳) لڑائی، جنگ، کارزار (۴) موت، کال، انتقال، وفات، (۵) سختی، وقت، قیامت، حشر، آفت۔	فرہنگِ آصفیہ: 3344/4
2	حادثہ، وقوعہ، جگ بیتی، آپ بیتی، مڈبھیڑ، سانحہ، واردات، خبر، حال، لڑائی، جنگ، مڈبھیڑ، موت، انتقال، وفات، سختی، آفت	علمی اردو لغت (جامع) ص: 1547
3	حادثہ، وقوعہ، سانحہ، واردات، خبر، حال، ماجرہ، سرگذشت، جگ بیتی، آپ بیتی، لڑائی، جنگ، مڈبھیڑ، موت، انتقال، وفات، سختی، آفت،	فیروز اللغات اُردو: ص 1217
4	خواب، سپنا، جنگ، لڑائی، حادثہ، سختی، قیامت، مرنا، موت، حال، کار، قرآن مجید کی ایک سورت کا نام	فیروز اللغات فارسی: 532/2
5	حادثہ، خواب، جنگ، حال، سختی، قیامت، مرنا، کار، نام قرآن مجید کی ایک سورت کا	لغاتِ سعیدی: ص 853
6	سانحہ، حادثہ، معاملہ، سرگذشت، حقیقت	اردو ادبی لغات: ص 903

7	سختی، حادثہ، سخت، آسیب، کارزار، روزِ رستخیز، "قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ" وَ رَجُلٌ وَاقِعَۃٌ" مردِ دلیر، خواب، حال، کار، سختی، جنگ، حادثہ، زمانہ، قیامت	منتہی الارب:329/4
8	خواب، حال، کار، سختی، جنگ، حادثہ، زمانہ، قیامت	منتخب اللغات:719/2
9	پیش آئی ہوئی بات، حادثہ، حال، سرگذشت	اردو لغت مرکزی اردو بورڈ ص:449
10	حادثہ، مصیبت، تصادم، لڑائی، بہت بہادر آدمی،	فیروز اللغات عربی ص:848
11	خواب، جنگ، حادثہ، سختی، زمانہ، قیامت کا، مرنا، حال۔	لغاتِ کشوری ص:553

اب دیکھئے لفظِ قصہ کے معانی تا کہ قارئین کو مستفتی کا پتہ چل جائے کہ یہ کیا کیا الفاظ اپنے استفتاء میں استعمال کرتا رہا۔

لفظِ قصّہ کے معانی از لغات

1	(۱) کہانی، حکایت، داستان، افسانہ، نقل (۲) بیان، ذکر، تذکرہ (۳) لڑائی، جھگڑا، قضیّہ، ٹنٹا، بکھیڑا، جھنجھٹ، معاملہ، حال، خبر، سرگذشت، کسی شے کا بیان۔	فرہنگِ آصفیہ:2018/3
2	ایضاً	فیروز اللغات اردو:ص858

3	افسانہ، کہانی، حال، خبر، سرگذشت، حکایت، کسی شے کا بیان	فیروز اللغات فارسی: 223/2
4	کہانی، داستان، افسانہ، حکایت، ذکر، بیان، لڑائی، جھگڑا، قضیّہ، بکھیڑا	علمی اردو لغت جامع: ص1078
5	کہانی، فسانہ	اردو ادبی لغات ص:621
6	قصہ، کہانی، معاملہ	مختار الصحاح ص:745
7	واقعہ، کہانی	قاموس الفرید ص:536

اب ملاحظہ کریں لفظِ حقیقت کے معانی کہ مستفتی مختلف الفاظ سے علماء سے استفتاء حاصل کرتا رہا۔ اسے اپنے اوپر بھی اعتماد نہیں تھا کہ میں کیا کہہ کر سوال کروں؟

ملاحظہ ہوں لفظِ حقیقت کے معانی از لغات

1	اصل کیفیت، ماہیت، حیثیت، ماجرا،	جامع اللغات ص:230
2	حقیقت، صداقت، اصل	فیروز اللغات عربی ص:127
3	وہ بات جس کا یقین ضروری ہو۔	المعجم الوسیط ص:222
4	دراصل، اصلیت، حیثیت، واقعی	اردو لغت مرکزی بورڈ ص:170

مستفتی نے اپنی کتاب میں سترہ مرتبہ لفظِ روایت استعمال کیا تو لفظِ روایت سے دھوکہ دیتا رہا اب ہم لفظِ روایت کے معانی بتاتے ہیں۔

لفظِ روایۃ کے معانی از لغات

1	خبر، افواہ، کہانی، بیان، ناول	القاموس الفرید 264
2	دوسرے کے الفاظ بیان کرنا، دوسرے کی بات کی نقل، سرگذشت، بیان، ذکر، قصہ، کہانی، تحریری فتویٰ،	علمی اردو لغت (جامع) ص:826
3	کسی کی بات کی نقل، کسی کی بات، بیان، اظہار، ذکر، حکایت، پرانا ذکر	فرہنگِ آصفیہ:1421/2
4	کسی بات کی نقل کرنا، اظہارِ حکایت، ناول،	لغاتِ سعیدی ص:364
5	ڈرامہ، ناول، افسانہ	فیروز اللغات عربی ص:261
6	نقل، بیان، پرانا قصہ،	جامع اللغات ص:297

اعتراض: کتاب (بڑھیا کا قصہ) صفحہ ۳۴ پر مستفتی لکھتا ہے کہ

"اس قصہ کو بیان کرنا حرام، حرام، اشد حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے"

الجواب:

اس قصے کے بیان کرنے کو حرام کہنے والا (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور محاسن اور خلق عظیم کے بیان کرنے کو حرام، حرام، اشد حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام کہہ رہا ہے۔ العیاذ باللہ۔ حرام شرعاً فرض کے قائم مقام ہے۔ جس کی تعریف ہے کہ ما ثبت بدلیل قطعی لاشبهة فیه۔ تم دلیل قطعی لاؤ جس سے حضور کے مناقب بیان کرنا حرام ہو۔ جن کے وجود باجود سے ساری کائنات کا وجود موجود ہے

اور جن کے محاسن و محامد و کمالات کی کوئی حد ہی نہیں ہے اُن کے بیان کرنے کو روکنا کتنی کفریہ بات ہے۔ حیاء کرو! شرم کرو! اور سوچو کہ تم نے کیا کہہ دیا؟

تو انہی کے فضائل و محاسن و محامد میں یہ بڑھیا والا واقعہ بھی شامل ہے جسے شروع سے ہمارے واعظین، خطباء اور علماء کرام بیان کرتے آئے ہیں جبکہ تم خود اس بڑھیا کے واقعہ کو ثابت مانتے ہو تو پھر انکار کیسا؟

خود اس واقعہ کا اقرار بھی کرتے ہو اور انکار بھی کرتے ہو

اہلِ علم اور دانشورانِ اُمت سے گزارش ہے کہ حضور ﷺ کے راستے میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کے متعلق بقول مستفتی جو پانچ سو سے زائد علماء سے فتویٰ لیا تو خود مستفتی اور اس کے گروپ کے کسی مفتی کو اِن کا پہلا ہی سوال کیوں نظر نہیں آیا؟ اس سوال میں ملاحظہ کرو یہ مستفتی اپنی کتاب (**رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت صفحہ ۲۰۵**) پر سب سے پہلا جو سوال کیا گیا ہے اس میں خود لکھتا ہے:

کہ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ تاریخ اسلام کی روایات میں ایک بات یہ ملتی ہے (ثابت ہے) کہ کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جو اذیتیں دیں اُن میں آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ ڈالنا۔ حالتِ نماز میں اوجھڑی ڈالنا بھی ثابت ہے۔

نتیجہ: یہاں خود اِس واقعہ کو ثابت مان رہا ہے پھر یہ کیوں کہا کہ یہ واقعہ کہیں نہیں ہے؟

ع لو آپ اپنے جال میں صیاد پھنس گیا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ہی فرمایا ہے:

ذکر روکے، فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۴۷، مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب)

یہ بڑھیا والا واقعہ تو حضور ﷺ کے اعلیٰ مناقب وفضائل میں سے ہے۔ جسے پڑھ کر اور سُن کر غیر مسلموں اور کافروں کو ہدایت نصیب ہوئی۔

دیکھئے حضور ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کے واقعہ سے متاثر ہو کر

شدید دشمنِ اسلام نے اسلام قبول کر لیا

ملاحظہ ہو ماہنامہ (السعید ملتان) شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲۲، ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق فروری ۲۰۱۵ء صفحہ نمبر ۱۷ پر

مشہور و معروف صحافی، کالم نگار، ایڈیٹر، تجزیہ نگار جناب ارشاد احمد عارف لکھتے ہیں کہ

اخبار میں ہالینڈ کی بنیاد پرست فریڈم پارٹی کے رکن آرنوڈ وین ڈرو کی طرف سے فریضہ حج کی ادائیگی کی خبر پڑھ کر اقبال رحمۃ اللہ علیہ یاد آئے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہ وہی وین ڈرو ہے جس نے حضور ﷺ کے بارے میں گستاخانہ و دل آزار فلم بنائی۔ اسلام کو وحشیانہ مذہب ثابت کرنے کے لیے زوردار مہم چلائی مگر بالآخر مسلمان ہو گیا۔ ڈچ فلمساز کو روضہ رسول ﷺ کے سامنے بہ چشم تر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے دیکھ کر اخبار نویس نے اس قلبِ ماہیت کا سبب پوچھا تو نومسلم نے جواب دیا: دلآزار فلم پروڈیوس کرنے کے بعد میں روحانی، ذہنی اور نفسیاتی بے سکونی کا شکار ہو گیا۔ مسلمانوں کی اپنے رسول ﷺ سے والہانہ محبت نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں نے سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کیا تو ایک خاتون کے ساتھ حضور ﷺ کے حسن سلوک کا

قصہ پڑھ کر ایمان لانے پر مجبور ہو گیا جو روزانہ آپ پر گندگی پھینکتی مگر جب بیمار ہوئی تو حضور ﷺ اس کی عیادت کرنے پہنچ گئے۔ میں اب ایسی فلم بناؤں گا جو تبلیغ اسلام میں مددگار ثابت ہوگی۔

مجسمہ ساز ہندو کا اسلام قبول کرنا

ممتاز عالم دین غزالئ زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رنگون کے ایک مجسمہ ساز ہندو کے قبول اسلام کا واقعہ سنایا کرتے تھے جس نے حضور ﷺ کا مجسمہ بنانے کے لیے سیرت مبارک، نین و نقش ازبر کر کے مجسمہ بنایا اور تکمیل کے بعد اسے دیکھتے ہی بے اختیار بول اٹھا

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)

میرا تراشیدہ مجسمہ اس قدر حسین، بے مثال اور بے عیب ہے تو اللہ کی تخلیق کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا۔ سبحان اللہ۔

؎ لم یات نظیرك فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا ع

حدائق بخشش حصہ اوّل صفحہ 11 مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

بڑھیا والے واقعہ کا ثبوت

حوالہ (1) یہ واقعہ کتاب ریاض الفردوس صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ، میں ہے۔
کتاب ریاض الفردوس کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی واقعہ موجود ہے ملاحظہ کریں
حوالہ (2) سیرتِ محبوبِ خُدا جلد ۳ صفحہ ۴۰۹ مطبع انٹرنیشنل اسلامک مشن برطانیہ

معجزہ (خُلقِ مصطفیٰ ﷺ)

مکہ میں ایک بوڑھی (عورت) رہتی تھی جو محبوبِ خدا ﷺ پر مٹی کوڑا ڈالا کرتی تھی۔

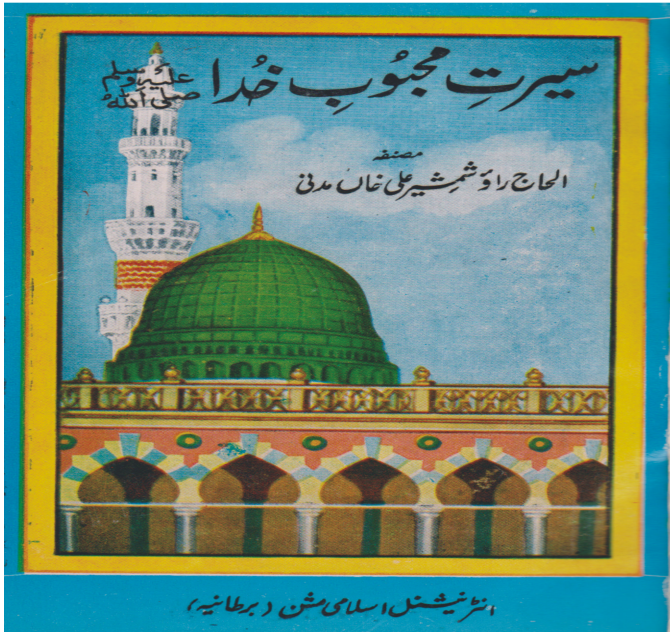

کچھ دنوں کے بعد بوڑھی عورت بیمار ہوگئی اور رسولِ خدا ﷺ پر مٹی کوڑا نہ ڈالا گیا۔ آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بوڑھی عورت کہاں چلی گئی جو مجھ پر مٹی ڈالا کرتی تھی۔ پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ خود بوڑھی کی بیمار پُرسی کے لیے اُس کے گھر گئے۔ حالات دریافت کئے۔ اُس کی دیکھ بھال کی۔ یہ دیکھ کر بوڑھی عورت اپنے غلط فعل سے شرمندہ ہوکر ندامت سے آنکھیں جھکاتی ہے اور پڑھتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

سیرتِ محبوبِ خُدا جلد ۳ صفحہ ۴۰۹ مطبع انٹرنیشنل اسلامک مشن برطانیہ

حوالہ (3) پاکستان کے مشہور و معروف، تحقیقی و علمی ماہنامہ (السعید ملتان) شمارہ نمبر ۳، جلد نمبر ۱۵، ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق مارچ 2008ء صفحہ نمبر ۱۰۰ پر مولانا سید رُکن الدین اصدق لکھتے ہیں کہ

کافروں کے ساتھ اسلام کا برتاؤ دیکھنا ہو تو تاریخ کے جھروکوں سے جھانک کر دیکھیے۔ اسلامی فتوحات کے نتیجے میں جو بلاد و امصار مسلمانوں کے زیر نگیں آئے وہاں کے کافروں کو نہ جبراً مسلمان بنایا گیا اور نہ انھیں قتل کیا گیا بلکہ اعلان عام کر دیا گیا کہ جو لوگ اسلامی ریاست میں رہنا پسند کریں وہ بطور معاوضہ حفاظت جزیہ دینا قبول کریں اور جو لوگ جانا چاہیں ان کے جان و مال سے کوئی تعارض نہیں کیا جائے گا وہ اپنے جملہ ساز و سامان کے ساتھ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کافرہ کی بھی عیادت فرمائی جو روزانہ آپ کی راہ میں کوڑا ڈالا کرتی تھی، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے اس مشرکہ کا بوجھ بھی اٹھا کر گھر تک پہنچایا جس نے آپ سے کہا تھا کہ بیٹا تیرے اخلاق بڑے کریمانہ ہیں، یہاں محمد نامی ایک ساحر پیدا ہوا ہے اس کے پاس کبھی مت جانا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ فاتحانہ تمکنت کے ساتھ جب اسلامی فوج مکہ میں داخل ہوئی تو جوش میں بھرے ہوئے جوانوں نے نعرہ لگایا:

الیوم یوم الملحمۃ آج خون خرابے کا دن ہے، آج بدلہ لینے کا دن ہے۔

رحمت بردوش پیغمبر نے ان کی زبان سے یہ جملہ سن کر فرمایا یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو

الیوم یوم المرحمۃ آج درگزر کا دن ہے، آج لطف و کرم کا دن ہے۔

حوالہ (4) ماہنامہ (السعید ملتان) شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۲۲، ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق فروری ۲۰۱۵ء صفحہ نمبر ۱۷

حوالہ (5) ماہنامہ "نورِ اسلام" جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۱، ۲، ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ، مطابق نومبر، دسمبر ۱۹۵۵ء صفحہ نمبر ۱۵۔

حوالہ (6) ماہنامہ "نورِ اسلام شرقپور شریف" جلد ۵۸، شمارہ نمبر ۲، فروری ۲۰۱۳ء، بمطابق ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ صفحہ نمبر ۱۲۔

حوالہ(7)

Kindness and Forgiveness

One old woman made a habit of throwing rubbish on the Holy Prophet Muhammad (PBUH) whenever he passed from her house. The Holy Prophet (PBUH) had to pass that house daily on the way to mosque. Even when the old woman threw rubbish on him, he would pass silently without showing any anger or annoyance. This was a regular daily event.



One day when the Holy Prophet (PBUH) was passing by the old woman was not there to throw the rubbish. He (PBUH) stopped and asked the neighbour about her well-being. The neighbour informed the Holy Prophet (PBUH) that the old woman was sick on bed. The Holy Prophet (PBUH) politely asked permission to visit the old woman. When allowed, He (PBUH) entered the house. The old woman thought that he had come there to take his revenge when she was unable to defend herself because of sickness.

But the Holy Prophet assured her that he had come to her, not to take any revenge, but to see her and to look after her needs, as it was the command of Almigty God that "if any one is sick, a Muslim should visit him and should help him if his help is needed."

The old woman was greatly moved by this kindness and love of the Holy Prophet (PBUH). By the example of greatness of the Prophet Muhammad (PBUH), She understood that he was truely the Prophet

of God. And Islam was a true religion. She accepted Islam at once.

(www.islamicoccasions.com)

ترجمہ: ایک بوڑھی عورت نے اس بات کو اپنی عادت بنالیا کہ جب بھی رسول پاک محمد ﷺ اُس کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ نبی پاک ﷺ کو مسجد جاتے ہوئے روزانہ اُس راستے سے گزرنا پڑتا تھا حتیٰ کہ جب وہ بوڑھی عورت آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تو آپ خاموشی سے گزر جاتے اور کسی بھی قسم کے غصے یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ یا با قاعدہ اور ہر روز کا معمول تھا۔ ایک دن جب رسول پاک ﷺ اس راستے سے گزر رہے تھے تو وہ بوڑھی عورت کوڑا پھینکنے کے لیے وہاں موجود نہیں تھی۔ آپ ﷺ رُکے اور اُس بڑھیا کے ہمسائے سے خیریت دریافت فرمائی۔ ہمسائے نے نبی پاک ﷺ کو بتایا کہ وہ بڑھیا بیمار ہے اور بستر پر ہے۔ نبی پاک ﷺ بڑی شائستگی سے بڑھیا سے ملنے کی اجازت مانگی جب اجازت مل گئی تو آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ بڑھیا نے سوچا کہ آپ وہاں انتقام لینے کے لیے آئے ہیں۔ کیونکہ اُس وقت بیماری کی وجہ سے اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتی لیکن نبی پاک ﷺ نے اُس کو یقین دلایا کہ آپ اُس کے پاس آئے ہیں اس لیے نہیں کہ اُس سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے بلکہ آپ اُس سے ملنے اور اُس کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لیے آئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ اُس کے پاس جائے اور اُس کی مدد کرے اگر اُس کو کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو۔ وہ بڑھیا نبی پاک ﷺ کی شفقت اور محبت سے بہت زیادہ متأثر ہوئی نبی محمد ﷺ کی عظمت کی اس مثال سے وہ سمجھ گئی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

حوالہ(8)

The woman who used to throw garbage on prophet

Muslim Minority : Continuity and Change

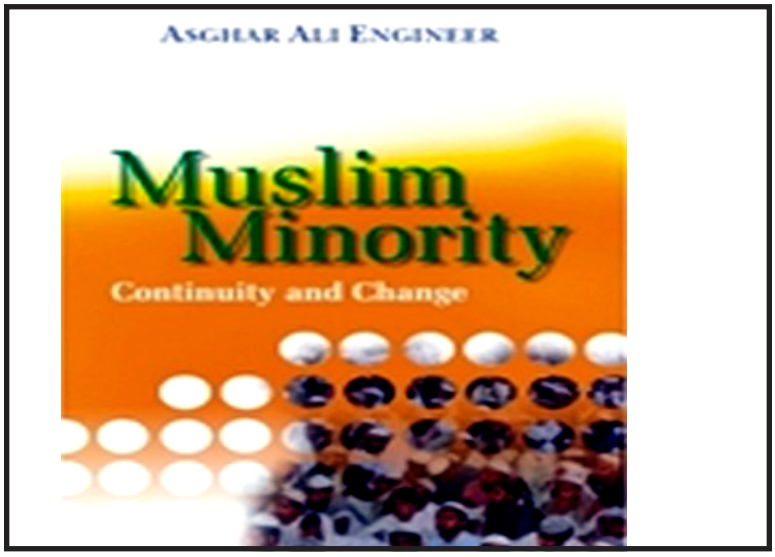

It is a well known story that a Jewish woman who hated the Prophet (PBUH) used to throw garbage on him whenever he passed from below her house. Once when she did not throw garbage on him, he inquired why she did not and was told she is sick. He immediately went to inquire about her health. She was so moved that immediately accepted Islam then and there.

Muslim Minority : Continuity and Change Page# 34

ترجمہ: یہ ایک بہت مشہور کہانی ہے کہ ایک یہودی عورت جو نبی ﷺ سے نفرت رکھتی تھی وہ آپ ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی جب بھی آپ ﷺ اُس کے گھر کے نیچے سے گزرا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب اُس نے آپ ﷺ پر کوڑا نہ پھینکا تو آپ

ﷺ نے پوچھا کہ اُس نے ایسا کیوں نہیں کیا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ فوری اُس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ اِس بات سے اِس قدر متاثر ہوئی کہ اُس نے فوراً ہی اسلام قبول کرلیا۔

حوالہ(9)

The woman who used to throw garbage on prophet

WOMEN AND PEACF IN THF ISLAMIC WORLD

Gender Agency and Influence

Edited By

(YASMIN SAIKIA AND CHAD HAINES)

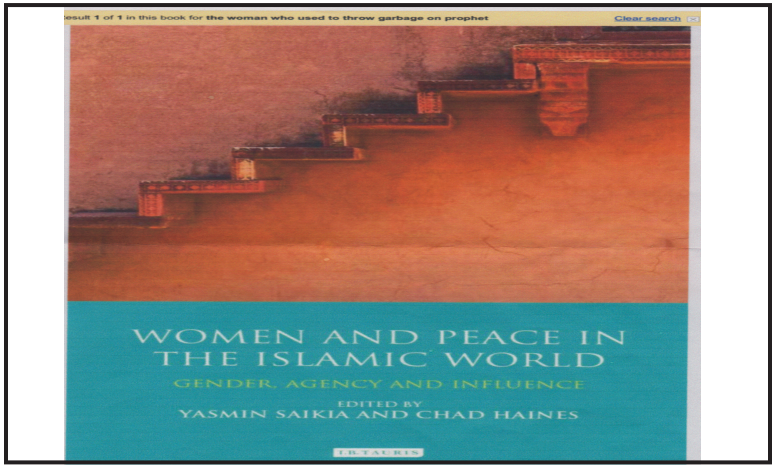

Cemalnur: The life of the Prophet Muhammad offers a wonderful story. There was a person in the Prophet's neighbourhood who used to threw garbage at him every time he whould walk down the alley. He would duck to avoid the garbage. It became a routine, but one day there was no one throwing garbage at him. He asked

about the whereabouts of the person and found out that she was sick. So he said, 'I'll go to visit her'. Everybody discouraged him. But he visited her. The woman was so moved by this act; that the person she used to throw entrails and garbage at was actually coming to meet her, that she said, “I accept your message.”

(WOMEN AND PEACF IN THF ISLAMIC WORLD Page #384)

ترجمہ:۔ نبی پاک محمد ﷺ کی زندگی سے ایک زبردست کہانی ملتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے پڑوس میں ایک عورت تھی جو آپ ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ ہر مرتبہ جب بھی آپ ﷺ گلی سے گزرتے تھے آپ ﷺ جھک جاتے تا کہ اُس کے کوڑے سے بچ سکیں۔ یہ ایک معمول بن چکا تھا لیکن ایک دن آپ ﷺ پر کوڑا پھینکنے کے لیے کوئی بھی موجود نہ تھا آپ ﷺ نے اُس کا پتہ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے تو آپ نے فرمایا میں اُس کے پاس جاؤں گا۔ آپ ﷺ اُس کے پاس گئے وہ عورت آپ ﷺ کے اس عمل سے اس قدر حیران ہوئی کہ وہ شخص جس پر وہ جانوروں کی انتڑیاں اور کوڑا پھینکا کرتی تھی وہ اُس سے ملنے آ رہا ہے۔ وہ پکار اُٹھی میں آپ کا پیغام قبول کرتی ہوں یعنی میں مشرف باسلام ہوتی ہوں اور داخل اسلام ہوگئی۔

حوالہ(10)

The compassion of the Prophet towards those who abused him

(BY MAJD ARBIL SOURCE ISLAMICITY)

We can see one of the most patient and tolerant aspects of the Prophet's character in the incident of an old woman who made a habit of throwing trash in the

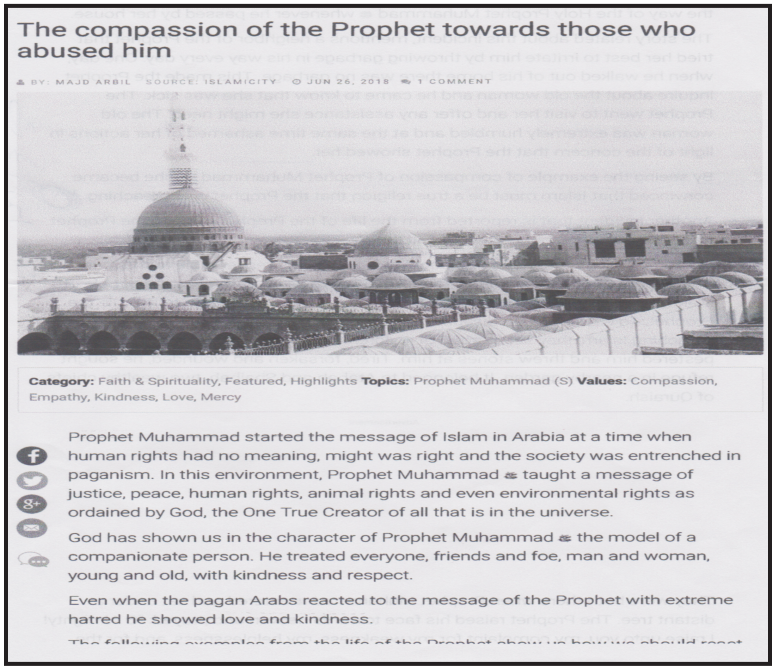

The compassion of the Prophet towards those who abused him

BY: MAJD ARBIL SOURCE: ISLAMICITY JUN 26, 2018 1 COMMENT

Category: Faith & Spirituality, Featured, Highlights **Topics:** Prophet Muhammad (S) **Values:** Compassion, Empathy, Kindness, Love, Mercy

Prophet Muhammad started the message of Islam in Arabia at a time when human rights had no meaning, might was right and the society was entrenched in paganism. In this environment, Prophet Muhammad ﷺ taught a message of justice, peace, human rights, animal rights and even environmental rights as ordained by God, the One True Creator of all that is in the universe.

God has shown us in the character of Prophet Muhammad ﷺ the model of a companionate person. He treated everyone, friends and foe, man and woman, young and old, with kindness and respect.

Even when the pagan Arabs reacted to the message of the Prophet with extreme hatred he showed love and kindness.

The following examples from the life of the Prophet show us how we should react

way of the Holy Prophet Muhammad whenever he passed by her house.

The story related about this incident, mentions a neighbor of the Prophet that tried her best to irritate him by throwing garbage in his way every day. One day, when he walked out of his home there was no garbage. This made the Prophet inquire about the old woman and he came to know that she was sick. The Prophet went to visit her and offer any assistance she might need. The old woman was extremely humbled and at the same time ashamed of her actions in the light of concern that the Prophet showed her.

By seeing the example of compassion of Prophet Muhammad ﷺ ,she became convinced that Islam must be a true religion that the Prophet was preaching.

نبی ﷺ کا اُن پر رحم و کرم جنھوں نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں

ہم نبی ﷺ کے کردار کے پہلوؤں میں انتہائی صبر اور تحمل کا پہلو ایک بوڑھی عورت کے واقعہ میں دیکھ سکتے ہیں جس نے اپنی عادت بنالی تھی کہ جب بھی نبی پاک محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے راستے میں کوڑا پھینکا کرتی تھی۔

کہانی جس کا اِس واقعہ سے تعلق ہے وہ اِس بات کا ذکر کرتی ہے کہ نبی ﷺ کی ایک ہمسائی اپنی پوری کوشش کرتی تھی کہ وہ آپ کے راستے میں ہر روز کوڑا پھینک کر آپ کو تنگ کرے۔ ایک دن جب آپ ﷺ اپنے گھر سے نکلے تو راستے میں کوئی کوڑا نہیں تھا۔ اِس بات پر نبی پاک ﷺ نے اُس بوڑھی عورت کے بارے میں پوچھا اور آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ اُس کو ملنے کے لیے تشریف لے گئے تا کہ اُس کو اگر کسی مدد کی ضرورت ہو تو اس کو پورا کر سکیں۔ وہ بوڑھی عورت اِس بات سے انتہائی متاثر ہوئی اور شرمندہ بھی ہوئی کہ اس کے اعمال کیا ہیں اور نبی ﷺ کی اِس کے بارے میں فکر کس قدر ہے۔ نبی مکرم محمد ﷺ کے رحم کی اِس مثال کو دیکھتے ہوئے وہ اس بات کی قائل ہوگئی کہ اسلام واقعہ ہی سچا مذہب ہے۔ جس کی نبی ﷺ تبلیغ فرما رہے ہیں۔

حوالہ (11)

The Old Woman and the Prophet (Saws)

One old woman made a habit of throwing rubbish on Prophet Muhammad (salAllahu alayhi wsalam) whenever he passed from her house! Muhammad (saiAllahu alayhi wsalam) had_to pass that house daily on the way to the mosque.

Even when the old woman threw rubbish on him, he would pass silently without showing any anger or

annoyance. This was a regular, daily event.

One day when the. Prophet was passing by, the woman was not there to throw the rubbish. He stopped, and asked the neighbour about her well-being, and wondering why she wasn't dropping any rubbish on him The neighbour informed the Prophet that the woman was sick on bed. The Prophet politely asked permission to visit the woman. When allowed He entered the house, the woman thought that he had come there to take his revenge when she was unable to defend herself because of sickness.

But the Prophet (salAllahu alayhi wsalam) assured her that he had come to her, not to take any revenge, but to see her and to look after her needs, as it was the command of Allah that if any one is sick, a Muslim should visit him and should help him if his help is needed.

The old woman was greatly moved by this kindness and love of the Prophet By the example of greatness of Muhammad, she understood that he was truly the Prophet of God and Islam was the true religion. She accepted Islam at once, Alhamdulillah.

(IslamAwareness@gmail.com)

(www.Islam awareness.net/children/story20.html)

ترجمہ: ایک عورت نے اس بات کو اپنی عادت بنا لیا کہ جب بھی نبی محمد ﷺ کو اس کے گھر کے پاس روزانہ مسجد جاتے ہوئے گزرنا پڑتا تو وہ آپ ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ جب وہ عورت آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تو آپ ﷺ خاموشی سے گزر جاتے اور کسی غصے یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ اس کا کوڑا پھینکنے کا یہ عمل باقاعدہ اور ہر روز کا کام تھا۔

ایک دن جب نبی ﷺ اس کے گھر کے پاس سے گزر رہے تھے وہ عورت کوڑا پھینکنے کے لیے وہاں موجود نہیں تھی۔ آپ ﷺ رُکے اور ہمسائے سے اس کی خیریت دریافت فرمائی اور تعجب کا اظہار فرمایا کہ آپ ﷺ پر کوڑا کیوں نہیں پھینک رہی۔ ہمسائے نے نبی پاک ﷺ کو بتایا کہ وہ بڑھیا بیمار ہے اور بستر پر ہے۔ نبی پاک ﷺ نے بڑی شائستگی سے بڑھیا سے ملنے کی اجازت مانگی۔ جب اجازت مل گئی تو آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ بڑھیا نے سوچا کہ آپ ﷺ وہاں انتقام لینے کے لیے آئے ہیں۔ کیونکہ اس وقت بیماری کی وجہ سے وہ اپنا دفاع بھی نہیں کرسکتی لیکن نبی پاک ﷺ نے اسے یقین دلایا کہ آپ ﷺ اس کے پاس اس لیے نہیں آئے کہ اس سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے بلکہ آپ ﷺ اس سے ملنے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لیے آئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ اس کے پاس جائے اور اس کی مدد کرے۔ اگر اس کو کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو۔ وہ بڑھیا نبی پاک ﷺ کی شفقت اور محبت سے بہت متأثر ہوئی۔ نبی محمد ﷺ کی عظمت کی اس مثال سے وہ سمجھ گئی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ اس نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ الحمدللہ

حوالہ(12)

Semptember 15, 2012

Qamar-ul-Huda, Ph.D.

United States Institute of Peace

Religion & Peacemaking Center

"Peacebuilding A Collection of Stories and Anecdotes from the Prophet Muhammad's Life"

The story of a woman who threw garbage on Prophet Muhammad explains the Prophet's patience and tolerance:

One old woman made a habit of throwing rubbish on the Prophet Muhammad whenever he passed from her house on the way to the Mosque. Even when the old woman threw rubbish on him, he would pass silently without showing any anger or annoyance. This was a regular, daily event. One day when the Holy Prophet was passing by the old woman was not there to throw the rubbish.

He stopped and asked the neighbor about her well-being. The neighbor informed the Prophet that the old woman was sick in bed. The Prophet politefy asked permission to visit the old woman. When allowed he entered the house, the old woman thought that he had come there to take his revenge when she was unable to defend herself because of sickness. But the Prophet assured her that he had come to her, not to take any revenge, but to see her and to look after her needs, as it was the command of Almighty Allah that if any one is sick, a Muslim should visit him and should help him if his help is needed.

قیامِ امن

نبی محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں سے حکایات اور واقعات

تحریر: قمر الہدیٰ (پی ایچ ڈی)

اس عورت کی کہانی جو نبی محمد ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی نبی ﷺ کے صبر اور تحمل کو واضح طور بیان کرتی ہے۔

ترجمہ: ایک بوڑھی عورت نے اس بات کو اپنی عادت بنالیا کہ جب بھی رسول پاک محمد ﷺ اُس کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی۔ نبی پاک

ﷺ کو مسجد جاتے ہوئے روزانہ اُس راستے سے گزرنا پڑتا تھا حتیٰ کہ جب وہ بوڑھی عورت آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تو آپ خاموشی سے گزر جاتے اور کسی بھی قسم کے غصے یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ یا باقاعدہ اور ہر روز کا معمول تھا۔ ایک دن جب رسولِ پاک ﷺ اس راستے سے گزر رہے تھے تو وہ بوڑھی عورت کوڑا پھینکنے کے لیے وہاں موجود نہیں تھی۔ آپ ﷺ رُکے اور اُس بڑھیا کے ہمسائے سے خیریت دریافت فرمائی۔ ہمسائے نے نبی پاک ﷺ کو بتایا کہ وہ بڑھیا بیمار ہے اور بستر پر ہے۔ نبی پاک ﷺ بڑی شائستگی سے بڑھیا سے ملنے کی اجازت مانگی جب اجازت مل گئی تو آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے۔ بڑھیا نے سوچا کہ آپ وہاں انتقام لینے کے لیے آئے ہیں۔ کیونکہ اُس وقت بیماری کی وجہ سے اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتی لیکن نبی پاک ﷺ نے اُس کو یقین دلایا کہ آپ اُس کے پاس آئے ہیں اس لیے نہیں کہ اُس سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے بلکہ آپ اُس سے ملنے اور اُس کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لیے آئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ اُس کے پاس جائے اور اُس کی مدد کرے اگر اُس کو کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو۔

مستفتی صاحب اب بتاؤ مولانا غلام یار مکوی کے علاوہ کس کس کو جھوٹا کہو گے؟

الحمدللہ! ہم نے بارہ حوالہ جات بطورِ سند کے دے دیے ہیں لیکن مسفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب اور اس کے حواری کس کس کو جھوٹا کہیں گے۔

لفظِ قلندر کے مفہوم و معانی

مستفتی کہتا ہے جب میں نے مولانا الوری کا فتویٰ اپنے مردِ قلندر کو پیش کیا تو حکماً فرمایا اس کا جواب لکھو۔ (بڑھیا کا قصہ صفحہ ۳۵)

مستفتی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مردِ قلندر اُٹھا اُس نے سب کو خاموش کرادیا۔ جس شخصیت کے لیے مستفتی نے یہ لفظِ "قلندر" استعمال کیا ہے میرے نزدیک یہ لفظ اُن کے لیے مناسب نہیں تھا لیکن مستفتی کا اپنا ذوق۔۔۔ مگر میں لفظِ قلندر کے معانی لغات سے پیش کررہا ہوں اپنی طرف سے نہیں۔ اگر مستفتی کو اسکے معانی معلوم ہوتے تو وہ ہرگز اُن کے لیے یہ لفظ استعمال نہ کرتا۔

ملاحظہ کریں لفظِ قلندر کا مفہوم ومعانی از لغات

1	(۱) کندۂ ناتراشیدہ (یعنی بے ڈول، بدنما، بدقطع، بدوضع، بھونڈا، بے ڈھنگا، لکڑی کا پورا، انگھڑ الکڑی، کاٹھ کا اُلّو، بچھیا کا باوا، مورکھ، مودُھو، بے وقوف، احمق، اِبلہ) (فرہنگ آصفیہ جلد ۳ صفحہ 2258) (۲) غیر مہذب آدمی، ناشائستہ آدمی (یعنی نازیبا، بدنصیب، ناموزوں، بے جا، نامناسب، ناسزاوار، نالائق، غیر مہذب، غیر تعلیم یافتہ، گستاخ، بے ادب، بے سلیقہ، بداُسلوب، بے تمیز، بد تمیز، ناصحبت یافتہ، بے تربیت، ناقابل، بے ہنر، بے جوہر (فرہنگِ آصفیہ 3143/4) دین و دنیا سے آزاد آدمی، مردِ ناتراشیدہ و ناہموار (یعنی اَن گھڑ، بغیر گھڑا ہوا، سِفلہ، (فرہنگ آصفیہ 1589/3) رذیل، کمینہ، پاجی، فرومایہ، (نیچ) بے ادب، ناشائستہ، ناتربیت یافتہ، بد تہذیب، جانگلو، (فرہنگ آصفیہ 3139/4) (۳) بے ننگ و نام، (یعنی بے شرم، نہنگ، بے حیاء، بدچلن، بد وضع، آزاد (فرہنگ آصفیہ 672/1) بے غیرت، آزاد، ننگ، بے نوا، رسول شاہی (یعنی آزاد منش فقراء کا ایک فرقہ کا نام، یہ لوگ چار ابرو صفا یار کھتے اور صرف ایک	فرہنگِ آصفیہ: 2034/3

	غرقی یعنی لنگوٹی باندھتے اور شراب کو حلال سمجھتے ہیں (فرہنگ آصفیہ 1394/2)	فرہنگِ آصفیہ: 2034/3
2	رند، اوباش، اصطلاحِ فقراء میں دین ودنیا سے آزاد آدمی، بندر یا ریچھ نچانے والا، خیمے کا آنکڑا (قلابہ) مچھلی پکڑنے کا کانٹا	فیروز اللغات اردو ص:862
3	مسلمانوں میں فقیروں کا ایک فرقہ جو سر اور داڑھی منڈواتا ہے اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر جا بجا پھرتا رہتا ہے، آزاد، رند، خیمے کا قلابہ یا آنکڑا،	علمی اردو لغت (جامع) ص:1084
4	آزاد آدمی، بے غیرت، ریچھ بندر والا	اردو ادبی لغات ص:626
5	کنندۂ ناتراشیدہ (اس کے معانی اوپر بیان ہوگئے ہیں)	غیاث اللغات 539/2:
6	آزاد آدمی، نٹ نٹنی، شعبدہ باز، خیمہ کا آنکڑا	جامع اللغات ص:447

اسی کتاب بڑھیا کا قصہ کے صفحہ ۳۶ پر مستفتی لکھتا ہے

"فقیر کے اس جواب کو اپنی انا کا مسئلہ ہرگز نہ بنائیں، حق کو قبول فرمائیں"

الجواب

مستفتی کا علماء ومشائخ اور عوام کو انگریز کا حمایتی اور کتا کہنا

فقیر صاحب! کہیں حق ہو بھی سہی؟ اگر آپ کی بات حق ہوتی تو مجھے حق کے قبول کرنے میں قطعاً عذر نہ ہوتا مگر آپ نے ساری کتاب باطل، کذب، فریب، دھوکہ سے بھر دی اور اپنے ہی علماء اہلسنت ومشائخ عظام کو گالیاں دیں ہیں انھیں انگریز اور کافروں کا

حمایتی کہا۔عبدالدینار ملا علماء کہا، نذرانہ خور پیر اور عوام جو صرف چند پیسے پر کرائے کے کلاب بن کر کیا کیا بکواسات کرتے ہیں، کہا۔(صفحہ ۵۲ تا ۵۳) ایسا کہنا کیا حق ہے؟ یہ تو دشمنوں کے ہاتھ میں تلوار دینے کے مترادف ہے۔اگر آپ میں ذرہ سا بھی نورِ ایمان ہے اور عشقِ مصطفٰے ﷺ کی جھلک ہے اور ناموس رسالت کی دل میں پاسداری ہے تو حضور ﷺ کا تصور پیشِ نظر رکھ، رضوی ہے تو امام احمد رضا کا فرمان مان

؎ کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ نان نہیں

؎ بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت کہ با کہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

حشر کے دن صبح کی طرح تجھ پر واضح ہوگا کہ تو نے اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی ہے۔

ضروری نوٹ: اگر کسی دشمن نے تمہیں یہ بڑھیا والا واقعہ پیش کر کے اپنا مقصد حل کرنے کی کوشش کی تو اس کا یہ جواب نہ تھا کہ یہ واقعہ کہیں ہے ہی نہیں۔ بلکہ اس کا جواب یہ تھا کہ کہتے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا خلق برحق بالکل ایسے ہی تھا اس میں کوئی شک نہیں مگر اے دشمنانِ دین اور گستاخانِ مصطفٰی ﷺ سُنو! یہ آقا کا معاملہ تھا۔ ہمارے ذمہ یہی ہے کہ ہم گستاخانِ مصطفٰی کو تختۂ دار تک پہنچائیں اور ہمیں گستاخانِ مصطفٰی ﷺ کو معافی دینے کا کوئی حق نہیں۔ یہ معافی دینے کا حق تو ہمارے آقا ﷺ کی ہی شان تھی کہ

؎ اُدھر تو یہ ارادے تھے محمد کو مٹا ڈالیں
اِدھر یہ خیال تھا دُنیا کو دوزخ سے بچا ڈالیں

اعتراض: اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۳ پر لکھتے ہیں

"حضرت مفتی عبدالغفور الوری نے تو بات ہی ختم کر دی کہ ہر عالم کا قول حدیثِ مرفوع کے قائم مقام ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک"۔

الجواب

یہ صریح بہتان اور کذب ہے

میرے فتوے میں کہیں یہ بات نہیں ہے کہ میں نے کہا ہو کہ ہر عالم کا قول حدیث ہے یہ صریح بہتان ہے اور کذب ہے۔ یہ میں نے نہیں کہا بلکہ اعلیٰ حضرت کا فرمان نقل کیا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱۸ سطر نمبر ۱۱ پر ہے: ایسی بات بے سند شرعی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے تو ظاہر کہ جماعتِ اہل فتویٰ نے جب تک شرع مطہر سے دلیل نہ پائی ہرگز اُس پر جزم نہ فرمایا بلکہ تصریح علماء سے ثابت کہ جو بات رائے سے نہ کہہ سکیں وہ اگرچہ بعض علماء کا ارشاد ہو حدیث مصطفیٰ ﷺ کے حکم میں سمجھا جائے گا۔ آخر جب عالم متدین ہے اور بات میں رائے کو دخل نہیں تو لاجرم حدیث سے ثبوت ہوگا۔ امام علامہ قاضی عیاض نے سریج بن یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جن کے متعلق یہی خدمت ہے کہ جس گھر میں احمد یا محمد نام کا کوئی شخص ہو اُس گھر کی زیارت کیا کریں۔

علامہ خفاجی مصری اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

"فھو ظاھر و ان کان لسریج فھو فی حکم المرفوع لان مثلہٗ لا یقال بالرای"

ترجمہ: یہ اگرچہ سریج کا قول ہے مگر وہ مرفوع کے حکم میں ہے اس لیے کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی۔

یہ سریج نہ صحابی ہیں نہ تابعی نہ تبع تابعین میں سے بلکہ علماء مابعد سے ہیں۔ بایں ہمہ علامہ خفاجی نے اُن کے قول مذکور کو حدیث مرفوع کے حکم میں ٹھہرایا کہ ایسی بات

رائے سے نہیں کہی جاتی۔ اسی طرح "مانحن فیہ" (زیر بحث مسئلہ) میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ علماء کا وہ فتویٰ بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہونا چاہیے۔

دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱۸ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

اور آگے دیکھئے اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ

علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ علم ہے

امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ نے خصائص کبریٰ میں 250 کے قریب حضور ﷺ کے خصائص جمع کیے اور یہ صرف اُن کا علم تھا، اُن سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم (علم) ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۲۵۳ مطبع رضویہ فاؤنڈیشن

یہ میں آپ کے لیے اپنے فتویٰ کی وضاحت کر رہا ہوں اور آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ آپ کو بھی پتہ ہے اور بقول آپ کے جن پانچ سو سے زائد علماء سے پاکستان بھر اور دیگر ممالک سے فتویٰ لیا ہے میں نے اپنے فتویٰ میں آپ کا اور دیگر علماء کا کسی قسم سے بھی توہینی یا تعریفی ذکر نہیں کیا صرف آپ کی تحریر کی تعریف کی کہ آپ کی تحریر جاندار تھی کیونکہ آپ نے جس ادب و احترام سے مجھ سے فتویٰ لیا اور میرے لیے القاب دیے، حضرت جی، استادِ محترم اور دعائیہ جملے لکھے اور یہ لکھا کہ ہم جاننا یہ چاہتے ہیں کہ مندرجہ بالا واقعہ کی تفصیل تاریخ کی کسی کتاب میں باسند رقم ہے؟ میری یہ بات یاد رکھو کہ میرے فتوے کا تمہارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے اور جواب نہیں ہے۔ جبکہ اپنی کتاب کا ٹائٹل یہ دے رہے ہو کہ مولانا الوری کے ایک غلط فتوے کا ردّ بلیغ۔ ارے ردِّ بلیغ تو دُور کی بات ہے میری کسی ایک بات کو دلیل سے ردّ کر کے دکھاتے تو سہی؟ آپ نے جھوٹ کا سہارا لیا اور منافقت سے کام لیا۔

جس بات پر آپ نعوذ باللہ من ذالک کہہ رہے ہیں یہ مجھے نہیں بلکہ رضوی صاحب آپ اعلیٰ حضرت ،علامہ خفاجی اور علامہ قاضی عیاض وغیرہ کو کہہ رہے ہیں ہوش کریں وہ ہستیاں کون ہیں وہ ہستیاں وہ ہیں جن کے صدقے ہم دُنیا میں عزت کی زندگی گزار رہے ہیں انہی کا صدقہ کھا رہے ہیں۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

؎ تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں ہیں منکر عجب کھانے غُرّ انے والے

حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۵۳۔مطبع دارالکتب سرائے سلطان لاہور

ضیاء احمد قادری رضوی کی سراسر جہالت کہ احادیثِ صحیحہ صریحہ سے ثابت مسائل بیان کرنا منع ہیں

اعتراض: مستفتی اپنی کتاب بڑھیا کا قصہ کے صفحہ ۲۶۶ پر لکھتا ہے کہ:

(احادیثِ صحیحہ صریحہ سے ثابت مسائل بیان کرنا منع ہیں)

ضیاء قادری رضوی صاحب یہاں سجتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔اتنی کفریہ،حرام،ناجائز اور جہنم میں ٹھکانا بنانے والی بات۔آپ نے جو اتنی بڑی بات کہہ دی جس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پائی جاتی ہے یہ تو آپ نے منافقوں والی بات کردی قرآن فرماتا ہے

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

(سورۂ توبہ آیت نمبر 67)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔

تو معلوم ہوا کہ آپ احادیثِ صحیحہ صریحہ کے بیان کرنے کو منع کر رہے ہیں یہ تو منافقوں کا کام ہے۔

جبکہ مؤمنوں کی شان یہ ہے جسے قرآن واضح طور پر فرماتا ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ (سورۂ توبہ آیت نمبر 71)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

تو مسلمان تو نیکی کا حکم دیتے ہیں مسائل کو بیان کرتے ہیں، احکام بیان کرتے ہیں نہ کہ اُن کے بیان کرنے سے روکتے ہیں یا انھیں چھپاتے ہیں۔ اب ملاحظہ کریں حضور ﷺ کا فرمان۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً

ترجمہ: میرا کلام لوگوں تک پہنچادو اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو۔

بخاری شریف	جلد ۲ صفحہ ۴۰۵	مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت
ترمذی شریف	صفحہ ۶۰۵	مطبع دار السلام الریاض
سنن دارمی	جلد اول صفحہ ۹۱	مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت
ابن حبان	جلد ۸ صفحہ ۵۱	مطبع دار الکتب العلیہ بیروت
کنز العمال	جلد ۱۰ صفحہ ۹۷	مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت
مسند امام احمد بن حنبل	جلد ۳ صفحہ ۵۲۸	مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت
جامع الصغیر وزیادہ	جلد اول صفحہ ۵۴۶	مطبع المکتبۃ الاسلامی بیروت
تفہیم البخاری	جلد ۵ صفحہ ۳۳۲	مطبع جامعہ رضویہ فیصل آباد
نعمۃ الباری	جلد ۶ صفحہ ۵۳۶	مطبع فرید بک سٹال لاہور

تو اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے محبوب ﷺ کا فرمان تو احکامِ الٰہیہ کے پہنچانے کا حکم دیتا ہے اور ضیاء صاحب منع کر رہے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اتنا علم بھی نہیں اور دعوے علمیت کے۔

واعظین وخطباء کے بیان میں لفظی خطاء کا حکم

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۹۷ حدیث نمبر ۲۹۱۶۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، میں ہے

لَا بَأْسَ فِی الْحَدِیْثِ قَدَّمْتَ فِیْهِ اَوْ اَخَّرْتَ اِذَا اَصَبْتَ مَعْنَاهُ

یعنی ایسی حدیث کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے الفاظ آپ سے آگے پیچھے ہوجائیں جب کہ معنی ومفہوم اُس کا آپ درست بیان کردیں۔

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۹۷ حدیث نمبر ۲۹۱۶۵ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

الجامع الصغیر وزیادتہ صفحہ ۸۹۲ حدیث نمبر ۶۱۷۹ مطبع المکتبۃ الاسلامی بیروت

کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

البدر المنیر صفحہ ۲۹۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

ثابت ہوا کہ اگر حدیث بیان کرتے ہوئے جس میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے کسی کی زبان سے بے ساختہ حدیث کے کلمات طیبات میں آگا پیچھا ہوجائے لیکن اس کا مفہوم صحیح ہو تو قابل گرفت بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے زبان کو نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے

إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ ط

بے شک اللہ پاک تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

مسلم شریف جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ حدیث نمبر ۲۵۶۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ماجہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ حدیث نمبر ۴۱۴۳ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

اسی کے تحت علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

؎ مابروں رانگریم و قال را مادروں را بنگریم وحال را

یعنی ہم ظاہر اور زبانی باتوں کو نہیں دیکھتے (بلکہ) ہم تو باطن کی کیفیت اور اصلی حالت کو دیکھتے ہیں۔

مثنوی شریف دفتر دوم حصہ سوم صفحہ ۴۱ مطبع مجیدی کانپور

نتیجہ

تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر حضور ﷺ کی تعریف کرنے والے کسی واعظ یا خطیب سے کچھ الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں جبکہ مفہوم اور اُس کی نیت صحیح ہو تو وہ قابلِ گرفت یا قابلِ مواخذہ اور مذمت نہیں۔ کیونکہ وہ ادب واحترام کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکام بیان کرتے ہیں اگر اُن سے غیر ارادی طور پر کوئی خطا بھی واقع ہو جائے تو ایسی خطا لاکھ درجہ بہتر ہے اس سے جس میں بے ادبی اور گستاخی کا ذرہ برابر بھی شائبہ پایا جائے۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ دین وملت اپنے فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۲۸۹ پر فرماتے ہیں کہ (آدمی اگر جانبِ ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ (درجہ) بہتر ہے اُس سے کہ معاذ اللہ اُس کی خطا جانبِ گستاخی جائے۔ جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

فان الامام ان یخطئ فی العفو خیرلہ من ان یخطئ فی العقوبۃ (ترمذی، مستدرک للحاکم، بیہقی)

بے شک امام کا عفو میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔

اعتراض: صفحہ ۲۸۴ پر لکھتے ہیں کہ

"شعر شرع مبارک میں حجت نہیں ہوسکتا"

الجواب:

شعر شرع مبارک میں حُجت ہوتا ہے اور ہے اگر شعر شرع میں حجت نہیں تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے حدائق بخشش کے تینوں حصوں میں وہ اشعار جو کہ قرآن و

حدیث کے مطابق ہیں اور شرعی اشعار ہیں جب وہ شرعی اشعار ہیں تو لامحالہ شریعت میں حجت ہوں گے۔ دیکھئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

جو کہے شعر و پاس شرع؟ دونوں میں حسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

حدائق بخشش جلد اول صفحہ ۲۷، مطبع نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب

اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے اُن لوگوں کا جواب دیا ہے جو کہتے ہیں کہ شعر شریعت میں حجت نہیں ہوسکتا کیونکہ شعر میں کوئی نہ کوئی بناوٹ، تصنع، غیر شرع بات، جھوٹ ضرور ہوگا تو اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ جو یہ کہے شعر بھی ہو اور شریعت کا پاس بھی رہ جائے یہ نہیں ہوسکتا تو آپ نے جواباً مندرجہ بالا شعر فرمایا۔

جناب آپ تو رضوی ہو کر بھی اعلیٰ حضرت کے منکر ہو
یہ دوہری منطق سمجھ سے بالاتر ہے

محدثین کرام کے نزدیک بھی اشعار حجت و دلیل ہیں

دیکھئے! حضور ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حکماً فرمایا کہ اے حسان! "اذا حارب اصحابی بالسلاح فحارب انت باللسان" "ابن عساکر جلد ۱۲ صفحہ ۱۷"

ترجمہ: جب میرے صحابہ ہتھیاروں سے جنگ کریں تو تُو اپنی زبان سے جنگ کر۔

اور ساتھ حضور ﷺ نے فرمایا

"یاحسان اھجھم و جبریل معك" "ابن عساکر جلد ۱۲ صفحہ ۱۷"

ترجمہ: اے حسان! کافروں کی ہجو کر جبریل تیرے ساتھ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے عمرہ ادا کرنے

کے لیے مکہ تشریف لے گئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چلتے ہوئے یہ اشعار کہتے جارہے تھے:

"خلوا بنی الکفار عن سبیلہٖ الیوم نضربکم علی تنزیلہٖ"

"ضربا یزیل الھام عن مقیلہٖ ویذھل الخلیل عن خلیلہٖ"

ترجمہ: اے کافروں کی اولاد! رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم تمہیں اُن کے حکم سے ایسی مار ماریں گے جس سے سر گردن سے جدا ہو جائے گا اور دوست دوست سے بے خبر ہو جائے گا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ حضور ﷺ کے آگے اور حرمِ شریف میں تم شعر کہہ رہے ہو؟

فَقَالَ النبی ﷺ خلّ عنہ فوالذی نفسی بیدہٖ لکلامہٗ اشدّ علیھم من وّقع النبل

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر اسے چھوڑ دو۔ مجھے قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس کے اشعار کافروں کے دلوں میں تیروں سے زیادہ اثر انداز ہو رہے ہیں۔

"نسائی شریف صفحہ ۴۸۷، مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت"

بے شک شعر حکمت ہے

جو کہتے ہیں کہ شعر شریعت میں حجت نہیں وہ دیکھیں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ اشعار کے متعلق کیا ہے۔؟

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً"

کہ بے شک شعر حکمت ہے۔

(اور حکمت سے مراد قول صادق ہے جو واقع کے مطابق ہو۔ بعض شعر اچھا کلام ہیں حق کے مطابق ہیں نافع اور صحیح ہیں۔) اس سلسلہ میں ملاحظہ ہوں حوالہ جات:

نام کتاب	جلد/صفحہ	حدیث نمبر	مطبع
بخاری شریف	121/4	6145	دارالکتب العلمیہ بیروت
مسلم شریف	1767/4		دارالکتب العلمیہ بیروت
ابن عساکر	17/12	2896	دارالفکر بیروت لبنان
مشکوٰۃ شریف	185/3	4787	دارالکتب العلمیہ بیروت
تفہیم البخاری	396/9	6659	جامعہ رضویہ فیصل آباد
مرآۃ شرح مشکوٰۃ	426/6		نعیمی کتب خانہ گجرات
مشکوٰۃ شریف	409		اصح المطابع کراچی
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	33/9	4784	دارالکتب العلمیہ بیروت
نعم الباری	760/12		ضیاء القرآن لاہور

شعر کا معنی ہیں دانائی وعقل مندی۔ یہ شاعر کی دانائی بتاتا ہے۔

شعر ایک کلام ہے جو اچھا ہے وہ اچھا اور جو برا ہے وہ بُرا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے شعر کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ھو کلام فحسنہٗ حسن و قبیحہٗ قبیح"

دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۹۰ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: وہ (شعر) ایک کلام ہے جو اچھا ہے، اچھا ہے اور جو بُرا ہے، بُرا ہے۔ یعنی شعر

کی اچھائی/ برائی اس کے مضمون سے ہے۔

بعض شعر پڑھنا عبادت ہے۔ بعض کفر۔ بعض ثواب جیسا مضمون ویسا حکم۔

مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ صفحہ ۴۴۳ مطبع نعیمی کتب خانہ گجرات

اشعار سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا ثبوت

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اشعار سے عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کو ثابت کیا ہے دیکھئے شرح حدائق بخشش جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۰ پر علامہ فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ نعت سات اشعار پر مشتمل ہے جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ حیات الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت کیا ہے۔ اور یہ بھی ایک کمال ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے دلائل کے ایک وسیع وعریض سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اول شعر میں عقیدہ بیان فرما کر باقی اشعار میں عقلی ونقلی دلائل سے عقیدہ حیات الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا ہے۔ لکھتے ہیں:

۱	انبیاء کو بھی اجل آنی ہے		مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
۲	پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات		مثل سابق وہی جسمانی ہے
۳	روح تو سب کی ہے زندہ اُن کا		جسم پُر نور بھی روحانی ہے
۴	اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف		ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
۵	پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی		روح ہے پاک ہے نورانی ہے
۶	اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح		اوس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
۷	یہ ہیں حیّ ابدی ان کو رضاؔ		صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۴۹ مطبع نظامی پریس بدایوں انڈیا)

اب فرمایئے کہ اعلیٰ حضرت کے یہ اشعار حیات الانبیاء کے ثبوت کے لیے حجت وسند ہیں یا نہیں؟

حضرت حسان سے حضور ﷺ کا شانِ یارِ غار میں شعر سُننا

نیز سنیے نبی پاک ﷺ نے ایک روز شاعرِ دربارِ نبوت حضرت حسان سے پوچھا کہ اے حسان کیا تم نے شانِ صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ انھوں نے عرض کی ہاں ! یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے یار غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا"

"وکان حب رسول الله قد علموا من البریة لم یعدل به رجلا"

یعنی آپ دو میں سے دوسرے تھے اُس بابرکت غار میں اور دشمن نے اُس کے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔

ابو بکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلّہ نہیں سمجھتے۔

حضرت حسان کے یہ شعر سُن کر حضور ﷺ ہنس پڑے۔ فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ابو بکر ایسے ہی ہیں۔

ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۹۱ مطبع دار الفکر بیروت

دیکھئے یہاں حضور ﷺ خود شعر سننے کا حکم فرما رہے اور سن کر ہنس بھی رہے ہیں اور تصدیق بھی کر رہے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ اچھے شعر شریعت میں حُجّت بھی ہیں، سند بھی ہیں اور پسندیدہ بھی ہیں

تبھی تو اعلیٰ حضرت اپنے فتاویٰ میں ہزاروں اشعار دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہیں جیسا موقع ہو اس موقع محل کے مطابق شعر لائے ہیں جیسا کہ کسی کو کوئی غلط راستہ پر چلا رہا ہو اور وہ آنکھیں بند کر کے اُس کے پیچھے ہی چل رہا ہو تو اس موقع پر اعلیٰ حضرت شعر سے دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ "اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَوْمٍ سَیَھْدِیْھِمْ طَرِیْقَ الْھَالِکِیْنَا"

ترجمہ: جب کوّا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ انھیں ہلاکت کی راہ پر ہی لے جائے گا۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۶۱ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

اعلیٰ حضرت نے یہ سچ فرمایا کہ رہنما کا رہنمائی میں بڑا دخل ہوتا ہے جو رہنما ہی کوّا (گندا) ہو تو پیروکار کو غلاظت و گندگی میں غرق کر کے چھوڑے گا اور جہاں غلاظت ہو وہاں علم و عقل کہاں؟ بلکہ وہاں کذب، فریب، ہیرا پھیری کرنا اور دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

مستفتی کا اعلیٰ حضرت کی عبارت سے غلط استدلال

مستفتی صاحب اپنی کتاب بڑھیا کے قصہ کے صفحہ ۲۸۴ پر عنوان قائم کرتا ہے کہ

شعر شرع مبارک میں حُجّت نہیں ہوسکتا

آگے امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ سے حوالہ دیتا ہے کہ "شرع مطہر شعر وغیرہ سب پر حجت ہے شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا۔"

جبکہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۸ پر اصل عبارت یوں ہے۔

"شرع مطہر شعر وغیر شعر سب پر حجت ہے، شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا۔"

یہاں دیکھئے اس مستفتی کی بد دیانتی اور دھوکہ دہی کہ فتاویٰ کی عبارت میں ہے کہ شرع مطہر شعر وغیر شعر سب پر حجت ہے۔ اور یہ لکھتا ہے کہ شرع مطہر شعر وغیرہ۔ یعنی

غیر شعر لفظ چھوڑ گیا اور وغیرہ لکھ گیا۔

اعلیٰ حضرت لکھ رہے ہیں کہ شرع مطہر شعر وغیر شعر یعنی نظم ہو یا نثر دونوں پر حجت ہے۔ یہ اس سے نتیجہ یہ لے رہا ہے کہ شعر شریعت میں حجت نہیں جبکہ اس عبارت کا یہ مقصد ہی نہیں۔ کیا اس مستفتی کو لفظِ (علیٰ) "پر" اور (فِیْ) "میں" فرق نظر نہیں آتا؟ کہ

شعر شریعت پر حجت نہیں، شریعت میں حُجّت ہے

اعلیٰ حضرت کا مطلب یہ ہے کہ شعر شریعت پر حجت نہیں، شریعت میں حُجّت ہے۔

اور اس کا ثبوت دیکھئے اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۷ مطبع رضویہ فاؤنڈیشن لاہور، پر ایک شعر لکھتے ہیں:

؎ "ولیس یصح فی الاعیان شیء اذا احتاج النھار الی دلیل"

ترجمہ:۔ دن کی موجودگی بھی اگر کسی دلیل کی محتاج ہو تو پھر دُنیا میں کوئی چیز ثابت نہیں قرار پائے گی۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۴۷ پر اعلیٰ حضرت ماء مستعمل کو اشعار میں بیان کرتے ہیں۔

؎ مائے مستعمل کہ طاہر نا مطہر وصف اوست
جامع و مانع حدِ اُو از رضا دو حرف شد۔۔۔الخ

پھر فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۶۷۹ پر مطلق پانی کی تعریف اشعار میں کرتے ہیں:۔

؎ مطلق آبے ست کہ بر رقتِ طبعی خود ست
نہ در و مزج دگر چیز مساوی یا بیش۔۔۔الخ

پھر فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۸۲ پر علامہ رومی کا شعر لکھتے ہیں:

؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴ پر محبوب کے شہر سے پیار اور عزت کے بارے میں لکھتے ہیں:

؎ "امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیار"

ترجمہ: میں لیلیٰ کے شہر پر گزرتا ہوں تو (کبھی) اُس دیوار کو اور (کبھی) اس دیوار کو چومتا ہوں۔ کچھ شہروں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا ہے بلکہ اُن لوگوں کی محبت کی کارفرمائی ہے جو شہروں کے رہنے والے ہیں۔

جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۵ پر سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روضۂ رسول کی حاضری کے وقت کے اشعار لکھتے ہیں:

؎ "فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی فھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الاشباہ قد حضرت فامدد یمینک کی تخظیٰ بہ شفتی"

ترجمہ: جب میں دور تھا تو اپنی روح کو بھیج دیتا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے تو وہ میری نائب تھی۔ اب باری بدن کی ہے کہ جسم خود حاضر ہے دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اُس سے بہرہ پائیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۳۴۸ پر ہے کہ تمام نعمتیں نبی پاک کے در سے ملتی ہیں۔ خود اپنے شعر میں اس کو بیان کرتے ہیں:

؎ بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

اور پھر فرماتے ہیں کہ

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ تمام کائنات نے خلعتِ وجود حضور سید الکائنات ﷺ کے صدقہ میں پایا، اس کی اپنے شعر سے دلیل دیتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اور دوسرے شعراء کے ہزاروں اشعار کو حجت بنا کر مسائل پر استدلال فرمایا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شعر حجت اور دلیل نہیں ہوسکتا۔ ارے میاں! اپنے نام کے ساتھ رضوی، رضوی لکھوا لینا تو بڑا آسان ہے لیکن احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے افعال، اقوال، احوال کو اپنانا بڑا مشکل ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اعلیٰ حضرت تو خود اشعار کو شریعت میں شواہد کے طور پر استعمال فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اشعار شریعت میں حجت ہیں، شریعت پر حجت نہیں۔ "فافھم"۔

اعتراض: صفحہ ۲۸۵ پر مستفتی جھوٹ لکھتا ہے کہ

"الوری صاحب بتائیں آپ تو کسی عالم کے غلط قول کو بھی حدیثِ مرفوع کے قائم مقام قرار دے رہے ہیں۔"

الجواب

قارئین کرام! یہ جو مستفتی کہہ رہا ہے یہ مستفتی کی اپنی اختراع اور من گھڑت بات ہے۔ غلط قول کو مرفوع حدیث قرار دینا میرے فتوے میں کہیں نہیں ہے۔

یہ میرا قول نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ارشاد ہے

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ میرا قول نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ارشاد ہے۔

مزاراتِ اولیاء اللہ پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سے کسی نے ایک فتویٰ لیا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۵ مسئلہ نمبر ۱۴۹۔ کہ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مزاراتِ اولیاء اللہ پر روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ روشنی مزاراتِ اولیاء اللہ پر ناجائز ہے کیونکہ اس میں تعبد منظور ہوتا ہے۔"

(نقل تحریر زید یہ ہے)

"میں بقسم شرعی اس کو باور کراتا ہوں کہ میں نے کوشش کی کہ چراغانِ قبور کا کسی تاویل سے استحسان ثابت ہوجائے تو میں رسمِ قدیم کی مخالفت نہ کروں۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کو دیکھا اس میں نکلا کہ اخراج الشموع الی المقابر بدعة لا اصله لهٗ۔ (مزارات پر چراغاں کرنا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔"

پھر فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۹ پر زید کے الفاظ لائے جاتے ہیں کہ

"بقسم شرعی باور کراتا ہوں کہ اگر کسی **عالم مستند** نے چراغانِ قبر کے جلانے کو جائز قرار دیا ہو تو میں پہلا شخص اس تاویل پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں گا۔"

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اس سوال (قبور پر چراغاں کرنے کو جائز ہونے) کا جواب "امام علامہ عارفِ باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی قَدَّسَنَا اللّٰہُ بِسِرِّہِ الْقُدْسِیِّ کتاب مستطاب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ" سے قبور پر چراغاں کا حوالہ دیتے ہیں اور آگے اُس (زید) کا ردّ بھی کرتے چلے جاتے ہیں اور حوالے بھی دیتے جاتے ہیں۔

آگے مجمع بہارالانوار کا حوالہ دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"بے شک ائمہ سلف صالحین نے اہل فضل اولیاء وعلماء کے مزارات طیبہ پر عمارات بنانا مباح فرمادیا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اوران میں راحت پائیں۔"

پھر جواہر اخلاطی کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یہ اگرچہ نو پیدا ہے پھر بھی بدعتِ حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہوئیں اور ہیں اچھی بدعت، اور بہت احکام ہیں کہ زمانے یا مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حماقت ہے جو حاجت اب واقع ہوئی اگر زمانہ سلف میں واقع ہوتی تو وہ بھی یہی حکم کرتے جو اس وقت ہم کرتے ہیں"۔

جیسے اُم المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

"لو رای النبی ﷺ مَا احدث النسآء لمنعھن المساجد کما مُنعتْ نساء بنی اسرائیل"

یعنی اگر رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب نکالی ہیں، تو انھیں مسجدوں سے منع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے منع کیا گیا تھا۔"

اور آخر ائمہ دین نے عورات کو مسجدوں سے منع فرما ہی دیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا "لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ" (رواہ احمد ومسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (اسے امام حمد ومسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اب غور سے ملاحظہ فرمائیں!

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کیا ائمہ دین نے نظر بحال زمانہ جو حکم فرمایا اُسے حدیث کی مخالفت کہا جائے گا؟ حاشا اللہ! ایسا نہ کہے گا مگر احمق، کج فہم۔ یونہی یہ تازہ تعظیموں کے احکام ہیں سلف صالحین کے قلوب تعظیم شعائر اللہ سے مملو تھے ظاہری تزک و

احتشام کے محتاج نہ تھے اُن کے وقت میں یہ باتیں عبث و بے فائدہ تھیں اور ہر عبث مکروہ اور اس میں مال صرف کرنا ممنوع۔ اب کہ بے تزک و احتشام ظاہری قلوبِ عوام میں وقعت نہیں آتی ان باتوں کی حاجت ہوئی۔

مصحف شریف پر سونا چڑھانے کی اجازت ہوئی، مسجدوں میں سونے کا کلس، سونے چاندی کے نقش نگار کی اجازت ہوئی، مزارات پر قبہ بنانے، چادر ڈالنے، روشنی کرنے کی اجازت ہوئی۔ ان تمام افعال پر بھی احادیث و احکام سابقہ پیش نہ کرے گا مگر سفیہ و نافہم۔

اعلیٰ حضرت کے نزدیک علماء، اولیا، صالحین، اور مشائخین کے اقوال و افعال شریعت میں مقبول اور حجت و سند ہیں

نتیجہ:۔ یہ نکلا کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک علماء، اولیا، صالحین، اور مشائخین کے اقوال و افعال شریعت میں مقبول اور حجت و سند ہیں تبھی تو انھوں نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا۔ اعلیٰ حضرت اس کو حجت اور سند مان رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ انکے قول کو چھوڑ کر حدیث کا مطالبہ نہیں کرے گا مگر کوئی بے وقوف احمق۔

آگے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ "زید نے تو ایک ہی عالم مستند کا قول ملنے پر قبول و سر نہادن کا وعدہ کیا تھا۔ ان تحقیقاتِ ائمہ مستندین و اجلہ معتمدین و وعدہ زید کے بعد زیادہ کی حاجت نہیں۔"

آگے اعلیٰ حضرت حوالہ دیتے اور ردّ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب کچھ دیکھ کر بھی جسے خود اپنے فتوؤں میں کفر بکنے والا، بد دین، ملحد، زندیق لکھ چکے اب تو اس کی غلامی چھوڑیں اسے پیشوا ماننے سے منہ موڑیں مگر حاشا۔۔۔

؎ چھٹتی کہاں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

لیکن آنکھوں پر کیسی چربی چھائی ہے! مسلمانو! آنکھیں کھولو ورنہ پیشِ فردا کے لیے مستعد ہولو۔

؎ بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت کہ با کہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

حشر کے دن صبح کی طرح تجھ پر واضح ہوگا کہ تو نے اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی ہے۔

تحقیق کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت آگے فرماتے ہیں۔

"زید کو اقرار ہے کہ فعل مشائخ سے قدیم چلا آتا ہے۔۔۔ میں بقسم شرعی باور کراتا ہوں کہ میں نے کوشش کی کہ چراغانِ قبور کا کسی تاویل سے استحسان ثابت ہو جائے تو میں رسم قدیم کی مخالفت نہ کروں"

اور (زید نے) اس کا جواب وہ دیا کہ "پیرزادگان صالح ہوں، اہل اللہ ہوں، معصوم نہیں" زید صاحب معصوم کے سوا کسی کی نہیں مانتے۔

قارئین کرام فیصلہ فرمائیں کہ وہ میرا (الوری کا) قول ہے یا یار محمد مکوی کا قول ہے؟ یا کسی اور کا؟ یا خود اعلیٰ حضرت کا قول ہے

اب مستفتی اور دوسرے قارئین کرام فیصلہ فرمائیں کہ وہ میرا (الوری کا) قول ہے یا یار محمد مکوی کا قول ہے؟ یا کسی اور کا؟ یا خود اعلیٰ حضرت کا ہے؟

اہل دین کے افعال سے تمسک کا حکم

اب رضوی حضرات غور کریں اور سمجھیں اعلیٰ حضرت کی بات! اعلیٰ حضرت زید کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: افسوس جب وہ صالحین ہیں اہل اللہ ہیں تو یہی عالمگیری جس کی سند سے آپ انھیں بدعتی بنانا چاہتے ہیں ان کے افعال کو دین میں سند و حجت

بتاتی ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں مشائخ کرام ہی کے ذکر میں ہے ۔

"یتمسك بافعال اهل الدین کذا فی جواهر الفتاویٰ"

تمسک کیا جائے گا (یعنی سند پکڑی جائے گی) اہل دین کے افعال سے یعنی اُن کے افعال دین میں سند ہیں۔

یہ الفاظ دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۳ پر ہیں۔ جو میں نے اپنے فتویٰ میں نقل کیے ہیں۔ جن کو مستفتی کہتا ہے کہ الوری کے نزدیک ہر عالم دین کا فرمان حدیث مرفوع ہے۔

یہ غلط بیانی، کذب، بہتان اور دھوکہ دہی ہے۔ میں نے نہ کہیں کسی عالم کے غلط قول کو حدیث مرفوع کہا اور نہ میرے فتویٰ میں یہ بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مستفتی نے کم علمی اور کم فہمی اور نفس کا غلام ہونے کا ثبوت دیا اور اپنے چند ہم جنس لوگوں کو راضی کرنے کے لیے یہ سب کچھ ڈھونگ رچایا ہے۔ مجھ سے خود فتویٰ لے رہا ہے اور خود ہی اُس کا ردّ لکھ رہا ہے۔ اس سے اہلِ علم کے نزدیک خود اپنے آپ کو کم علم و کم فہم ظاہر کرنا سمجھا جائے گا کہ **تمام جمع شدہ فتاوے بھی الوری کو بھیجے** اور فتویٰ بھی خود نے لیا اتنے اعتماد کے باوجود پھر بے اعتمادی کا اظہار ثابت کرتا ہے کہ اپنے مطلب کا فتویٰ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ الوری کے فتویٰ کی روح اور جان تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل ہی تھے اُن کو بھی خاطر میں نہ لایا۔

تو ایسے لوگوں کے بارے میں ہی کسی نے سچ کہا ہے:

؎ آں کس کہ نداند و بداند کہ بداند آں جہل مرکب ابدالدہر بماند

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدِدِ دین وملت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو سمجھنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔

اعتراض: صفحہ ۲۹۱ پر ایک اور جھوٹ لکھا کہ

"الوری صاحب کے نزدیک تو شارحینِ حدیث کا کلام حدیثِ مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔"

الجواب

اس کا جواب بھی وہی مذکورہ بالا ہے کہ یہ بھی فریب کاری، مکاری اور سراسر جھوٹ ہے۔ میرے فتوے میں کہیں یہ بات نہیں ۔ مجھے ان کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے انتہائی کوفت ہو رہی ہے کہ اِس کا ظاہر کیا اور باطن کیا ہے؟

اعتراض: اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۱ پر لکھا کہ

"جب کوئی کسی گاؤں کا شاعر اُٹھ کر اپنی طرف سے کوئی حدیث گھڑ کر اپنے شعروں میں بیان کر دے تو وہ کیسے قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔"

الجواب

یہ بھی محض جھوٹ اور کذب بیانی ہے اور اتہام ہے اور جو ہستی (حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ) اعلیٰ حضرت کی پروردہ اور فیض یافتہ ہو اُن کی اس کتاب پر تصدیق ہے تو وہ گھڑی ہوئی حدیث کے بیان والی کتاب پر تصدیق کیسے کر سکتے تھے؟

مستفتی کا ایک فضول سوال

اسی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ پر لکھا کہ

"ہمارا سوال یہ ہے کہ حضور کی عظمت وشان کے لیے حدیث گھڑ کر بیان کی جا سکتی ہے؟"

الجواب

یہ کس نے کہا ہے؟ یا کہاں لکھا ہے؟ کہ حضور ﷺ کی عظمت وشان میں حدیث گھڑ کر بیان کی جا سکتی ہے؟ یہ غلط بیانی دھوکہ فریب کاری کے سوا کچھ نہیں ۔ صرف اور صرف

اپنی کتاب کے اوراق سیاہ کرنے کے سوا کچھ نہیں ۔ یہ دھوکہ، فریب کاری، الزام تراشی اور بہتان سب شیطانی فعل ہیں۔ مستفتی نے اُن علماء کی صریح توہین کی ہے جن کے میں نے اسماء لکھ دیے ہیں کہ یہ اَجِلّہ علماء ہیں اور ان علماء کا وجود شریعت میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر ان کا وجود سند کا درجہ نہ رکھتا ہو تو ہمیں اُن سے فتویٰ لینے کی ضرورت کیا ہے؟

جیسا کہ آپ نے خود اپنی کتاب بڑھیا کے قصہ کے صفحہ ۳۲۳ پر علماء کے بارے میں لکھا ہے کہ "معتبر اور مستند حضرات"۔

فتویٰ تو اُن سے اسی لیے لیا جاتا ہے کہ وہ ہماری صحیح رہنمائی فرمائیں گے اور ہمارا سہارا بنیں گے تاکہ ہم جو مسائل اُن سے پوچھتے ہیں ان کے متعلق کل قیامت کے دن ہم سے پوچھ نہ ہو اُن سے ہو جن کو شریعت نے یہ اختیار دیا ہے۔ اسی لیے حضور پاک کا فرمان ہے "من افتی بغیر علم کان اثمہٗ علی من افتاہٗ"

کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۸۴ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت

یعنی جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اُس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

مستفتی کا ایک اور من گھڑت نظریہ

اسی صفحہ ۳۱۹ پر مستفتی لکھتا ہے

"کفار نے جان بوجھ کر عظمتِ مصطفیٰ کو اہل اسلام کے قلوب سے کم کرنے کے لیے کوئی موضوع روایت اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے عام کر دی ہو تو بجائے اس کے کہ علماء اس موضوع روایت کا ردّ کریں الٹا وہ اس موضوع روایت کو ثابت کرنا شروع کر دیں۔"

الجواب: مستفتی سے میرا یہ سوال ہے کہ آپ کو یہ بات کس نے پڑھائی کہ اہل اسلام

کے قلوب سے عظمتِ مصطفیٰ کو نکالا جا سکتا ہے؟ اور کفار کو حضور ﷺ کی شان میں ایسی بات کہنے کی ضرورت کیا ہے؟ جس سے عظمتِ مصطفیٰ ظاہر ہو۔

اِن کفار سے آپ کی مراد کونسے کفار ہیں؟ اُن کی نشاندہی کریں کہ ایسا کس نے کیا؟ یا علماء کرام کو ہی کفار میں شامل کر رہے ہو؟ کچھ خدا کا خوف کرو۔

اعلیٰ حضرت نے خود اپنے کلام سے بذریعہ شعر اس نظریہ کو ردّ فرمایا:

؎ و رفعنالك ذکرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

؎ تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

معلوم ہوا کہ آقا ﷺ کی عظمت وشان کو کوئی گھٹا نہیں سکتا۔

مستفتی کو فتویٰ میں سند کیوں نظر نہیں آئی

اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۱ پر لکھا ہے کہ

"حضرت کا یہ رسالہ (فتویٰ) لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔۔۔ سارے رسالہ میں کہیں کوئی سند مذکور نہیں ہے۔ ہم نے اس رسالہ کو بار ہا پڑھا مگر ہمیں کوئی بھی سند کہیں نظر نہیں آئی۔ ہم نے کئی علماء کو بھی دکھایا کہ ہوسکتا ہے ہم کو نظر نہ آتا ہو اِن کو نظر آجائے مگر کسی کو بھی کوئی سند نہیں ملی۔"

الجواب: جناب بقول آپ کے اس فتویٰ کو بار ہا پڑھا مگر کہیں کوئی سند نظر نہیں آئی۔ آپ کو سند نظر آتی بھی کیسے؟ کیونکہ آپ کو سند تب نظر آتی جبکہ آپ کو سند کا مفہوم و

مطلب معلوم ہوتا۔ جب آپ کو سند کا معنی و مفہوم ہی معلوم نہیں تو سند آپ کو کیسے نظر آتی؟ سند کا معنی نہ جاننے کی وجہ سے آپ کو اور جن کو آپ نے میرا فتویٰ دکھایا اُن کو اسی بناء پر سند نظر نہیں آئی کہ اُن پر بھی آپ کا سایہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ بھی آپ کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کو سند نظر نہیں آئی تو اُن کو ضرور سند نظر آجاتی۔

اب ہم اپنے فتوے میں آپ کو سند دکھاتے ہیں جو آپ کو نظر نہیں آئی

سند کا مفہوم و مطلب بناوٹی، جھوٹ اور فریب کاری اور مکاری یا صدری ایجاد سے نہیں جیسا آپ نے اپنی کتاب میں میرے فتوے کو غلط سلط کہا۔ اب آنکھیں کھولیں اور غور سے دیکھیں کہ اس فتویٰ میں سند ہے یا نہیں؟

دیکھئے حوالہ جات بسلسلہ مفہومِ سند از لغات

سند	مفہومِ سند	کتاب
1	"معتمد الانسان"	قاموس:420/1
2	"والسند متعمد الانسان کالمستند"	تاج العروس:27/5
3	"کل شیء اسندت الیہ شیئا"	لسان العرب:220/3
4	جس پر ٹیک لگایا جائے، اعتماد کیا جائے، دلیل، برہان، حجت	لغات الحدیث:177/2
5	کسی پر بھروسہ کرنا، اعتماد رکھنا، کسی پر اعتماد کرنا	المعجم الاعظم:1455/3
6	اعتماد کرنا، بھروسہ کرنا	مصباح اللغات:ص400

7	"سند سنودا واستند و تساند الیہ اعتمد علیہ" اعتماد رکھنا، بھروسہ کرنا، سہارا لینا	المنجد: ص354
8	"السند معتمد الانسان ای ما استند علیہ"	التعریفات فقہیہ: ص117
9	"فُلَانٌ سَنَدٌ" فلاں آدمی سند یعنی با اعتماد ہے "سند الی الشیء" اس نے کسی چیز پر تکیہ لگایا یا ٹیک لگائی	مختار الصحاح: ص447
10	سہارا، ٹیک لگانے کی چیز، بھروسہ کرنے کی چیز، ثبوت، سرٹیفکیٹ	جامع اللغات: ص340
11	سہارا، سہارے کسی چیز، رسید، وثیقہ	القاموس الفرید: ص317
12	ثبوت، دلیل، بھروسہ کرنے کی چیز، وثوق، اعتبار، اعتماد، تمسُّك، مانی ہوئی، تسلیم شدہ، قابلِ اعتماد، معتمد، معتبر۔	فرہنگِ آصفیہ: 1623/3 تا 1624
13	غزالئ زماں رازئ دوراں، محدثِ عصر، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علم وفضل کی دنیا میں (سند) تسلیم کیے جاتے ہیں۔	وسیلۂ قربِ الٰہی: ص3 از علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب
14	وہ شخص جس کا سہارا پکڑیں، صاحبِ اعتبار، سند کے قابل	لغاتِ سعیدی: ص731
15	دلیل، ثبوت، دستاویز، سرٹیفکیٹ، وثوق، اعتبار، مانی ہوئی دلیل، تسلیم شدہ	ادبی لغات اردو عربی لغات ص:508
16	تکیہ گاہ	منتہی الارب 295/2

17	ٹیک لگانا، بھروسہ کرنا	فیروز اللغات عربی: ص319
18	(سند) الیہ/سنودًا، سہارا لگانا، ٹیک لگانا، اعتماد کرنا	معجم الوسیط: ص536
	حوالہ جات بسلسلہ مفہوم (سند) از احادیث	
19	"عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ یا علی ان اللہ امرنی ان اتخذ ابا بکر والدًا وعمر مشیرًا وعثمان سندًا وانت ظہیرًا" حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! اللہ نے مجھے	جمع الجوامع: 159/13 کنز العمال: 102/13 تاریخ بغداد: 345/9 ابن عساکر: 29/14
20	حکم دیا ہے کہ میں ابوبکر کو سربراہ بناؤں عمر کو مشیر مقرر کروں عثمان کو **سند** (سہارا) بناؤں اور تجھے پشت پناہ بناؤں۔	مسند الفردوس: 314/5 میزان الاعتدال: 327/2 موضوعات ابن جوزی: 302/1 اللآلی المصنوعۃ: 350/1
	حوالہ بسلسلہ مفہوم سند از قرآن	
21	"اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ" (زخرف 21:43) یا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی تو یہ اس سے (سند) پکڑتے ہیں۔	مفردات راغب اصفہانی (اردو): ص1000
	حوالہ جات بسلسلہ مفہوم سند از تفاسیر	
22	حجت، دلیل	تفسیر فتح القدیر: 688/4

23	حجت	کشاف:239/4
24	سند، حجت	روح المعانی:101/25
25	دلیل، حجت	مواھب الرحمٰن:106/25

میرا سوال آپ سے اب یہ ہے کہ کیا ان علماء پر جن سے آپ نے فتاویٰ جات حاصل کیے، آپ کو اُن پر اعتماد و اعتبار تھا یا نہ تھا؟ اگر تھا تو ٹھیک۔ اور اگر نہ تھا تو آپ نے ان سے فتاویٰ جات کس بناء پر حاصل کیے؟

دوسرا سوال یہ ہے اگر ان علماء پر آپ کو اعتماد و اعتبار تھا تو

اِن علماء کرام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جن سے میں نے اپنے فتویٰ میں استدلال کیا ہے۔ جن میں

۱۔ رأس المحققین، زبدۃ المدققین، حضرت علامہ امام اہلسنت مجددِ ملت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، الشاہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ،

۲۔ اعلیٰ حضرت کے عظیم خلیفہ قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ امام المحدثین حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مفتی اعظم ہندو پاک حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ غزالیٔ زماں محدثِ اعظم ہندو پاک علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ مفسر قرآن، حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی الازہری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)

۹۔ فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد گڑھی شاہو لاہور)

۱۰۔امام الواعظین حضرت علامہ مولانا غلام الدین رحمۃ اللہ علیہ (خطیب جامع مسجد انجن شیڈلاہور

۱۱۔عالم جلیل فاضل نبیل مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (بچیانوالی الحال چک ۴۳ بہاولپور)

نتیجہ:

اب علماء کرام ومشائخ عظام ودانشورانِ اُمت کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ خود ہی اندازہ فرمالیں کہ میں نے پوری دیانتداری اور تندہی سے اپنے فتوے کو دلائل و براہین قاطعہ سے مزین کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔آپ خود انصاف فرمائیں کہ اب کوئی سند کا انکار کرسکتا ہے؟ اگر اُن پانچ سوعلماء کے وجود کو ان معانی میں سند سمجھا گیا ہے تو پھر جن کا ذکر میں نے کیا ہے وہ تو ہمارے اور ان سب کے بزرگ اور اکابرینِ اُمت ہیں اِن کا وجود کیسے سند نہ ہوگا؟ یہی تو با سند ہونا ہے جیسا کہ بذریعہ دلائلِ قرآن، حدیث، تفاسیر، لغات سے اپنے فتویٰ میں ثابت کیا ہے۔

جبکہ میرے حوالہ جات اس مستفتی کے سوال کے مطابق آپ ملاحظہ کر چکے ہو۔

مستفتی کا مولانا غلام محمد مکوی پر الزام لگانا

اسی کتاب بڑھیا کا قصہ کے صفحہ ۳۴۷ پر لکھا ہے کہ

"مولوی غلام محمد مکوی جس نے جھوٹا اور من گھڑت واقعہ اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے۔"

الجواب

مولانا غلام محمد مکوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

مولانا غلام محمد مکوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے عالم فاضل عارفِ کامل اور باشرع شخصیت گزرے ہیں جو کہ اعلیٰ حضرت امام ربانی شیریزدانی میاں شیر محمد صاحب

شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض یافتہ اور منظورِ نظر اور مقرب تھے۔ اُن کی شخصیت بہت عظیم تھی۔ اُن کی طرف جھوٹے اور من گھڑت واقعہ کی نسبت کرنا انتہائی جہالت اور علماء و اولیاء کی بارگاہ میں گستاخی کے مترادف ہے۔ اگر ایسا ہی تھا جیسا مستفتی نے اپنی کتاب میں بے باکانہ اور گستاخانہ انداز میں لکھا ہے تو پھر استاذ المحدثین امام المفسرین مفتی اعظم ہندو پاک قبلہ ابو البرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر جید علماء نے اُن کی کتاب پر تقریظ و تصدیق کس طرح فرمادی؟ جبکہ ان کے علم کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ یہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھے اُن کے شاگرد ہوئے، اُن کے خلیفہ ہوئے اور اُن سے فتویٰ نویسی کے سند یافتہ ہوئے بلکہ انہی کی خدمت میں رہ کر فتوے لکھتے رہے اور بہارِ شریعت کا پہلا حصہ انہی کی تحویل میں اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں چھپا۔ جب وہ ایسی شخصیت اور اتنی خوبیوں کے مالک تھے اور دنیا بھر میں اُن کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں اُن سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ انھوں نے علامہ یار محمد مکوی کی کتاب ریاض الفردوس کو مکمل پڑھے بغیر تقریظ لکھ دی۔ یہ کوئی جاہل تو کرسکتا ہے لیکن عالم سے یہ بات ممکن نہیں ہے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ریاض الفردوس کو پورا نہیں پڑھا ہوگا ایسے ہی تصدیق کردی ہوگی۔ یہ حماقت اور نفس کا دھوکہ ہے اور دل بہلانے والی بات ہے۔

اہل علم جو علمائے ربانی ہیں وہ ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ پر نظر رکھ کر اور پوری توجہ سے پڑھ کر پھر تقریظ و تصدیق کرتے ہیں۔ جبکہ سید صاحب نے اپنی تقریظ میں یہ لکھا ہے کہ "وعظ اور محافل میلاد و اعراس بزرگانِ دین کے موقع پر ان نظموں اور کافیوں کو پڑھا کریں تاکہ حاضرین کو مسائل بھی معلوم ہوں اور سننے والوں کو ثواب

بھی حاصل ہو۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

میں پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ "ریاض الفردوس"

اسم بامسمی ریاض محامد ومحاسن وفضائل وفواضل وخصائص سید المرسلین ﷺ ہے۔ ہر سُنی اس رسالہ کو خریدے اور اس کا مطالعہ کرے۔ مولا تعالیٰ مصنف سلمہٗ کو جزائے خیر دے اور اس کو مقبول خاص وعام بنائے۔ آمین۔

فقیر قادری: ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ

ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور

میں (الوری) نے ان بزرگوں کے سند ہونے کی وجہ سے کہا کہ یہ واقعہ بیان کرنا صحیح، جائز اور باسند ہے۔ مستفتی کی نظر صرف غلام محمد مکوی پر رہی اور میری نظر قرآن و حدیث کے حوالوں اور ان علماء کی ذواتِ مکرمہ پر رہی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

نوٹ: اگر یہ کتاب جھوٹی اور من گھڑت تھی تو اِن علماء نے اس پر اپنی تصدیقات و تقریظات کیوں ثبت فرمائیں۔ معلوم ہوا کہ یہ مصدقہ کتاب ہے کسی جاہل شاعر یا عام شخص کی کتاب نہیں بلکہ یہ عامل وکامل عالمِ دین کی کتاب ہے۔

(بڑھیا کا قصہ صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷) پر ہے کہ

تذکرہ غوثیہ نامی کتاب کی توثیق کا مسئلہ

یہاں پر ہم دو فتوے نقل کریں گے ایک فتویٰ امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا اور دوسرا فتویٰ حضرت مولانا الوری صاحب کا پھر ان میں فرق کی ذمہ داری قارئین پر ہوگی وہ انصاف فرمائیں گے کہ حق کدھر ہے؟

امام اہلسنت کا فتویٰ شریفہ

سوال:

کتاب تذکرہ غوثیہ مسلمانوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب:

کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے مثلاً غوث علی شاہ جگن ناتھ کی چوکی پر اشنان کرتے ملے کسی نے پہچانا تو بولے کہ اس شخص کے دو باپ تھے ایک مسلمان اس کی طرف سے حج کر آیا ہے، دوسرا باپ ایک پنڈت تھا اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے۔ ایسی ناپاکی بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام ہے جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔ (فتاویٰ رضویہ لامام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵: ۴۴)

قارئین کرام! ایسی کتاب جس کے بارے میں اہل سنت کے عظیم مجدد کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا جس میں صریح کفر موجود ہے اس کا جلا دینے کا حکم دیا جا رہا ہے کیا ایسی کتاب کو اہل سنت کی کتاب کہنا درست ہوگا؟ اور اس کے مصنف کا دفاع کرنا چہ معنی دارد؟

مولانا عبدالغفور الوری کا فتویٰ

سوال: حضرت گزارش ہے کہ بعض لوگ کتاب (تذکرہ غوثیہ) کو من گھڑت قرار دیتے ہیں یہ کس بناء پر یا کن وجوہ پر کہا گیا ہے؟ اور آیا ایسے اکابر اولیاء کی سوانح سے بھری ہوئی کتاب پر کس قدر عدمِ اسناد کا جائزہ لیں یا استفادہ برقرار رکھیں۔ آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

الجواب

تذکرہ غوثیہ حضرت غوث علی شاہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح ہے۔ جو اُن کے ایک مرید نے لکھی ہے، ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی سیر و سیاحت اور پیش آمدہ

واقعات وحالات کو قلمبند کیا تو واضح بات ہے کہ

مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَف

جس نے کوئی چیز تصنیف کی وہ نشانہ بن گیا۔

تو ہر ایک کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے اُس کے مطابق اس تحریر کو سمجھتا اور پرکھتا ہے بہرحال اس میں اچھی اچھی باتیں بھی تو ہیں، اہل علم کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو بات شریعت کے مطابق ہو اسے اختیار کریں اور جو شریعت کے خلاف معلوم ہو اسے ترک کر دیں۔ (فتاویٰ محمد عبدالغفور الوری جلد اول صفحہ ۳۶۱)

اب مولانا الوری سے ہم سوال کرتے ہیں کہ آپ کے بقول عالم ربانی کا قول حدیث مرفوع کا درجہ رکھتا ہے تو آپ نے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ مبارکہ سے کیوں عدول فرمایا؟

اِس اعتراض کا پہلا جواب

اس اعتراض کا جواب اوّل تو یہ ہے کہ میں نے اپنے فتوے میں یہ کہا ہے کہ جو بات شریعت کے مطابق معلوم ہو اسے لیں اور جو شریعت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دیں۔ اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے۔

اِس اعتراض کا دوسرا جواب

وہ ہستی حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے فرمان کو آپ نے اپنی کتاب بڑھیا کا قصہ صفحہ ۲۱۹ پر یوں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان شریف بھی سر آنکھوں پر اور اس پر بہت دلائل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور آپ ﷺ کی شان کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کے لیے کسی بھی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب کا تفسیر نعیمی میں کتاب تذکرہ غوثیہ سے واقعہ بیان کرنا

تو دیکھئے یہی حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر نعیمی کی جلد ۲ صفحہ ۷۱ پر تذکرہ غوثیہ سے ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ ایاز ہاتھی پر سوار ہیں اور نہایت شان وشوکت سے اُن کا جلوس نکالا جارہا ہے، کچھ دن بعد دیکھا کہ ایاز پولیس کے ہاتھ میں گرفتار ہیں۔ گلے میں جوتوں کا ہار اور ساتھ میں لوگوں کی قطار ہے۔ پوچھا ایاز وہ کیا تھا اور یہ کیا؟ ہنس کر جواب دیا کہ وہ تو (وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ) کا ظہور تھا اور یہ (وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ) کی جلوہ گری۔ نہ وہ اپنا تھا نہ یہ اپنا۔

ع راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے

اِن خوبیوں سے سلطان محمود ایاز کا غلام بن گیا۔ (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۹۰)

تو اب بتایئے کہ کیا حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں فتاویٰ رضویہ نہیں تھا؟ کیا اُن پر تمہارا یہی فتویٰ لگے گا جو مجھ پر لگا رہے ہو؟ تو میرے فتویٰ سے واضح ہوا کہ جو شریعت کے مطابق بات ہو اسے لے لیں اور جو شریعت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دیں اس میں کون سی غلطی ہے۔ مفتی صاحب کا ارشاد ہی تمہارے سوال کے جواب کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ جبکہ آپ کی کتاب بڑھیا کا قصہ کے مطابق قبلہ حکیم الامت نے نعوذ باللہ کفر وضلالتوں سے بھری ہوئی کتاب سے حوالہ لیا۔

اِس اعتراض کا تیسرا جواب

مگر میں آپ کو سمجھانے کے لیے آپ کی ہی کتاب سے آپ ہی کا بیان کردہ واقعہ پیش کرتا ہوں اسی کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ بڑھیا کا قصہ کے صفحہ: ۲۹۵ تا ۲۹۶ پر آپ

لکھتے ہیں کہ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ غلام محی الدین المعروف بابو جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کے روزہ افطار کرنے کے سلسلہ میں ایک مرید نے مولانا عطا محمد صاحب کی شکایت کی کہ وہ آپ سے چار پانچ منٹ بعد میں روزہ افطار کرتے ہیں تو قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلافِ معمول جلال میں آ گئے اور اُس شخص کو دو طمانچے رسید کر کے فرمانے لگے وہ عالمِ دین ہیں تم کو اُن پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

آگے آپ نے لکھا ہے کہ دراصل واقعہ اس طرح ہے کہ جس شخص نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں شکایت کی تھی اس آدمی نے مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضور قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کے دور مبارک سے ہم اسی طرح افطار کرتے آ رہے ہیں کیا آپ حضرت اعلیٰ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بڑے عالم ہیں؟ تو قبلہ استادِ محترم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تو ہوں مقلد نہیں ہوں مقلد تو میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہوں۔

قارئین سے گزارش

میری اپنے اس فتویٰ کے قارئیں، سامعین اور ناظرین کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ بڑھیا کا حضورﷺ کے راستے میں کوڑا ڈالنے کا واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ کریمانہ کا بہت بڑا اور عظیم واقعہ ہے کہ جس کو پڑھ کر اور سُن کر اور دیکھ کر بڑے بڑے دشمنِ اسلام، داخلِ اسلام ہو گئے۔ اور اس واقعہ کا انکار نہیں کرے گا مگر وہ شخص جو شقی اور بدبخت ہے۔

میرے فتویٰ حضورﷺ کے راستے میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت پر مستفتی نے خود ایک سعیٔ ناکام کی کہ اس فتویٰ کے خلاف ایک کتاب لکھ کر زعمِ باطل میں مبتلا ہو گئے اور اپنی اس کتاب کے ٹائٹل پر نام دیا مولانا الوی کے ایک غلط فتوے

کا ردِ بلیغ ۔ یہ کتاب لکھ کر موصوف خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ شاید اُس نے بڑا معرکہ مار لیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ردِّ بلیغ تو کجا وہ بے چارہ میرے بیان کردہ سات قاعدوں میں سے کسی ایک قاعدہ کا توڑ بھی نہ کر سکا۔

جناب میرے تحریر کردہ فتویٰ کا ردّ تو بڑی دُور کی بات ہے صرف ایک قاعدہ نمبر 3 کو ہی ردّ کر کے دکھلا دے جس میں غزالیٔ زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علامہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات موجود ہیں من وعن اس قاعدہ نمبر ۳ کو ردّ کر کے دکھلا دو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو علی الاعلان تم توبہ کرو کہ تم نے لوگوں کو گمراہ کیا اور غلط فتویٰ دیا۔ معاذ اللہ تم نے اس عظیم معجزہ کو اور کمال کو بیان کرنا حرام کہا اور جہنم میں لے جانے والا کام کہا اور لوگوں سے اس واقعہ بیان کرنے پر توبہ کروائی ۔ یہ حضور ﷺ کے کمالات واوصاف وفضائل اور اخلاقِ عظیمہ کی بات تھی بجائے اِن کو بیان کرنے کی رغبت دینے کے اُلٹا آپ نے بیان کرنے سے لوگوں کو روکا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ

ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ

محمد عبدالغفور الوری غفرلہ

مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

منڈی رائیونڈ لاہور پاکستان

جامعہ مجددیہ فیاض العلوم اور اس کا معیارِ تعلیم

جامعہ مجددیہ فیاض العلوم غلہ منڈی رائے ونڈ کا وہ پہلا مرکزی مشہور و معروف دارالعلوم ہے جس میں علومِ متداولہ از ابتداء تا انتہاء تنظیم المدارس (اہل سنّت پاکستان) کے مقرر کردہ نصابِ تعلیم کے مطابق ناظرہ ۔ حفظ و تجوید قرآن اور درسِ نظامی درجہ ثانویہ عامہ درجہ ثانویہ خاصہ ۔ عالیہ ۔ شہادۃ عالمیہ مکمّل دورہ حدیث تک طلباء کو اور مذکورہ بالا درجات کورسز کے علاوہ طالبات کو عالمہ فاضلہ کا کورس بھی کرایا جاتا ہے۔ اور پھر تنظیم المدارس اہل سنّت پاکستان کے شعبہ امتحانات کے تحت سالانہ امتحان میں کامیاب طلباء و طالبات کو مذکورہ بالا کورسز کی سندات بھی جاری کی جاتی ہیں ۔ جنکا عکس تعارفِ جامعہ میں چسپاں کر دیا گیا ہے ۔ ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے ۔

جبکہ جامعہ ہذا کے فارغ التحصیل طلباء و طالبات پاکستان کے علاوہ بھی دیگر ممالک میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں

اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

الراقم : صاحبزادہ علامہ احمد سعید الوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

شرائطِ داخلہ

داخلہ طلباء جامع مجددیہ فیاض العلوم غلہ منڈی رائے ونڈ ضلع لاہور

- دوسرے مدارس سے آنے والے طلباء کو مدارسِ سابقہ چھوڑنے کی معقول وجہ پیش کرنا امر لازمی ہوگا۔
- داخلہ کے بعد اختتام سال تک مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنا ضروری ہوگا۔
- اگر کوئی طالبِ علم اختتام سال سے پہلے بلا اجازت یا بجبرِ رخصت مدرسے سے چلا جائے گا تو آئندہ اس کا داخلہ نہ ہو سکے گا تاوقتیکہ وہ اپنے جانے کی معقول وجہ پیش نہ کرے۔
- ہر ایک طالب علم کو امتحانِ داخلہ دینا ضروری ہوگا۔
- جماعت بندی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنا اور نظام الاوقات کی پابندی ضروری ہوگی۔
- ہر ایک طالبِ علم کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ صحیح العقیدہ سُنّی حنفی، طریقہ سلف صالحین کا متبع خصوصاً اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے مسلک کا پابند ہو۔
- ہر ایک طالبِ علم کے لئے احکامِ شرع کا پابند اور پاکیزہ اخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے۔
- مدرسہ میں رہنے والے تمام طلباء کے لیے مدرسہ کی مسجد میں پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہوگا۔
- ہر ایک طالبِ علم کے لیے ضروری ہوگا کہ اپنے آپ کو مدرسے کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ثابت کرنے کے لئے ایسی تصدیق پیش کرے جو ذمہ دار ارکانِ مدرسہ کے نزدیک قابلِ قبول ہو۔
- ہر ایک طالبِ علم کے لئے مدرسے کے آئین وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی۔
- مدرسہ میں رہنے والے تمام طلباء کے لئے شب کو دارالمطالعہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرنا لازم ہوگا۔

نوٹ

(۱) جو طالب علم مہتمم مدرسہ کی اجازت کے بغیر چلا گیا یا کہیں گم ہو گیا تو مہتمم و دیگر ارکانِ مدرسہ اس کے قطعاً ذمہ دار نہ ہوں گے اور نہ ہی ایسے طالبِ علم کا آئندہ داخلہ ہو سکے گا۔

(۲) آخری تاریخ داخلہ ۱۵ ذی الحجۃ الحرام ہے۔

(۳) مہلک اور خطرناک بیماری میں مبتلا ہونے والے طلباء مدرسہ میں داخل نہیں کیے جائیں گے۔

مؤلف کی طبع شدہ کتب

(۱) فتاویٰ مفتی محمد عبد الغفور الوری (جلد اول)

(۲) فتاویٰ مفتی محمد عبد الغفور الوری (جلد دوم)

(۳) عراق و امریکہ جنگ معرکۂ حق و باطل اور شرعی فتویٰ

(۴) سورت روحانی اعلامیہ اور فیورک تنظیم کے دستور پر ایک اہم فتویٰ

(۵) احسن المقال فی قصر الصلوٰۃ وعدمہ مع الاھل والعیال

(۶) انوارُ المصابیح لختم القرآن فی التراویح

(۷) تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ

(۸) تعارف مدرسہ

(۹) توسّل کا ثبوت

(۱۰) شرح صرف بہائی

(۱۱) چہل احادیث

(۱۲) عقد الجواھر

(۱۳) شرح میزان الصرف

(۱۴) شرح نظم مائۃ عامل

(۱۵) خلاصۂ علم میراث

(۱۶) مقالات الوری

(۱۷) ننگے سر نماز پڑھنا ناجائز ہے

(۱۸) حضور ﷺ کے راستے میں کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت

مؤلف کی زیر طبع کتب

(۱۹) ترجمہ فتاویٰ خیریہ

(۲۰) شرح دیباچہ گلستان